بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح

سلسلہ مطبوعات ''معارف اسلامیہ ٹرسٹ'' نمبر۲

مشکوٰۃ النبوّت

۳

تصنیف منیف

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

مترجم

ابوالفضل سید محمود قادری (موظف سشن جج)

سن اشاعت ۱۹۸۲ء

مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ

جلد سوّم

مشکواۃ پنجم تا دوازدھم

مِشکوٰۃُ النّبوّت

تصنیف منیف

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

مُترجم:

ابوالفضل سید محمود قادری محمودؔ

سابق سشن جج

تفصیلات اشاعت

تعداد اشاعت ——— ۵۰۰ عدد
کاتب ——— ظہورالحق
سن اشاعت ——— ۱۹۸۲ء
قیمت ——— ۱۵/- روپے

●

ملنے کا پتہ

★ اسٹوڈنٹس بک ڈپو چارمینار (حیدرآباد)
★ مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکٹ ..
★ اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار :
★ مکان مترجم 175-7-20
ڈیوڑھی مولوی سید محمود رح اندرون کمان محمد شکور
حیدرآباد 500265

عنوانات

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱	عرض حال	۱

مشکواۃ پنجم

تذکرہ:-

(۱)	حضرت امام عبداللہ الثانی موسیٰ الجون رح	۲
(۲)	حضرت سیدنا ابومحمد اسحٰق بن جعفر رض	۲ تا ۳
(۳)	حضرت سیدنا علی العریضی بن جعفر رض	۳
(۴)	حضرت خواجہ معروف کرخی رح	۳ تا ۵
(۵)	حضرت خواجہ ابراہیم ادہم رح	۵ تا ۶
(۶)	حضرت خواجہ ذوالنون مصری رح	۶ تا ۷
(۷)	حضرت خواجہ ابوعلی شفیق بلخی رح	۷ تا ۸
(۸)	حضرت خواجہ ابوخفص رح	۸
(۹)	حضرت ابوعبداللہ بن فضیل رح	۸

مشکواۃ ششم

تذکرہ:-

(۱)	حضرت سید امام موسیٰ الثانی رح	۹
۲	حضرت سیدنا امام داؤد سلیمان رح	۱۰

(۳) حضرت ابراہیم عمر رح ۱۰
(۴) حضرت سیدنا ابوالحسن جعفر رض ۱۱
(۵) حضرت سیدنا حسن المثلث رض ۱۱
(۶) حضرت ابوالحسن سری سقطی رح ۱۱ تا ۱۲
(۷) حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رح ۱۲
(۸) حضرت ابویزید بسطامی رح ۱۲ تا ۱۳
(۹) حضرت خواجہ حاتم بن عیوان الاصم ۱۳ تا ۱۴
(۱۰) حضرت خواجہ ابوسلمان رازانی رح ۱۴

مشکواۃ ہفتم

تذکرہ:۔

(۱) حضرت سیدنا محمد اکبر رح ۱۵
(۲) حضرت سیدنا ابراہیم بن سعد العلوی رض ۱۵ تا ۱۶
(۳) حضرت سیدنا حمزہ بن عبداللہ العلوی رض ۱۶ تا ۱۷
(۴) حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید رح ۱۷ تا ۲۰
(۵) حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رح ۲۰
(۶) حضرت یحیٰی بن معاذ رازی رح ۲۰ تا ۲۱
(۷) حضرت خواجہ ابوحفظ حداد رح ۲۱
(۸) حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رح ۲۱ تا ۲۲

مشکواۃ ہشتم

تذکرہ:۔

(۱) حضرت سیدنا امام داؤد رح ۲۳
(۲) حضرت سیدنا خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی رح ۲۳ تا ۲۵

(۳) حضرت خواجہ علی دینوری رح ۲۵ تا ۲۶
(۴) حضرت خواجہ شمشاد دینوری رح ۲۶
(۵) حضرت خواجہ ابو محمد رویم رح ۲۷
(۶) حضرت خواجہ ابوالحسن نوری رح ۲۷ تا ۲۸
(۷) حضرت خواجہ ہمدون قصار رح ۲۹ تا ۳۰
(۸) حضرت خواجہ عمر بن عثمان مکی رح ۳۰ تا ۳۱
(۹) حضرت شیخ ابوتراب بخشی رح ۳۱
(۱۰) حضرت شیخ ابو ذکریا ابن یحییٰ رح ۳۱ تا ۳۲
(۱۱) حضرت شاہ شجاع کرمانی رح ۳۲

مشکواہ نہم

تذکرہ:-

(۱) حضرت سیدنا محمد ثانی رح ۳۳
(۲) حضرت خواجہ عبدالواحد بن عزیز الیمنیؒ ۳۴
(۳) حضرت خواجہ ابوسعید جراز رح ۳۴
(۴) حضرت ابو حمزہ بغدادی رح ۳۴
(۵) حضریت ابوحمزہ خراسانی رح ۳۵
(۶) حضرت شیخ ابوبکر دقاق رح ۳۵
(۷) حضرت ابو یعقوب طلحہ بن محمد رح ۳۶
(۸) حضرت یوسف بن حسین رازی رح ۳۶
(۹) حضرت ابوالعباس لبتی رح ۳۶ تا ۳۷
(۱۰) حضرت محمد بن فضل رح ۳۷

مشکواۃ دہم

تذکرہ:-

(۱) حضرت سیدنا سید یحیٰ زاہد الحسینی رح ۳۸
(۲) حضرت خواجہ ابو الفرح یوسف طرطوسی رح ۳۸ تا ۳۹
(۳) حضرت ابو اسحٰق چشتی رح ۳۹ تا ۴۰
(۴) حضرت خواجہ منصور حسن حلاج رح ۴۰ تا ۴۱
(۵) حضرت خواجہ ابو الحسن اشعری رح ۴۳ تا ۴۴
(۶) حضرت خواجہ احمد رح ۴۴
(۷) حضرت خواجہ ابو العباس بن عطار رح ۴۵
(۸) حضرت خواجہ ابو محمد جو یری رح ۴۵
(۹) حضرت خواجہ عبد اللہ بن طاہر الاتھری رح ۴۶
(۱۰) حضرت خواجہ ابو بکر کتانی رح ۴۶ تا ۴۷
(۱۱) حضرت خواجہ عبد اللہ بن محمد منازل رح ۴۷
(۱۲) حضرت خواجہ ابو علی رود باری رح ۴۷ تا ۴۸
(۱۳) حضرت خواجہ ابو الحسن وراق رح ۴۸
(۱۴) حضرت خیر النسّاج رح ۴۸
(۱۵) حضرت ابو بکر واسطی رح ۴۹
(۱۶) حضرت خواجہ ابو بکر وراق رح ۴۹

مشکواۃ یازدہم

تذکرہ:-

(۱) حضرت سیدنا سید عبد اللہ الحسنی الحسینی رح ۵۰
(۲) حضرت خواجہ ابو الحسن علی الہکاری رح ۵۱
(۳) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رح ۵۱ تا ۵۲

(۴)	حضرت خواجہ ابو یعقوب مہر خوری رح	۵۲ تا ۵۳
(۵)	حضرت ابو محمد مرتاش	۵۳
(۶)	حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رح	۵۳ تا ۵۴
(۷)	حضرت خواجہ ابو الخیر حماد رح	۵۴ تا ۵۵
(۸)	حضرت خواجہ عبداللہ اوعدی رح	۵۵ تا ۵۶
(۹)	حضرت خواجہ ابو عثمان مغربی رح	۵۶
(۱۰)	حضرت ابو القاسم رازی رح	۵۶ تا ۵۷
(۱۱)	حضرت خواجہ ابو العباس سیاری رح	۵۷
(۱۲)	حضرت خواجہ ابو القاسم سمرقندی رح	۵۷ تا ۵۸
(۱۳)	حضرت خواجہ ابو القاسم نصرآبادی رح	۵۸
(۱۴)	حضرت خواجہ ابوبکر سراج رح	۵۹
(۱۵)	حضرت خواجہ ابوبکر کلاباری رح	
(۱۶)	حضرت شیخ ابو طالب مکی رح	۵۹
(۱۷)	حضرت شیخ ابو الحسن چشتی رح	۵۹ تا ۶۰
(۱۸)	حضرت شیخ ابو الحسن علی بن عثمان جلابی رح	۶۰
(۱۹)	حضرت شیخ ابو القاسم تشتری رح	۶۰ تا ۶۱
(۲۰)	حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رح	۶۱

مشکواة دوازدہم

تذکرہ:-

(۱)	حضرت سیدنا سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست رح	۶۲ تا ۶۳
(۲)	حضرت خواجہ ابو سعید ابو الخیر مخزومی رح	۶۳ تا ۶۴
(۳)	حضرت سیدنا سید عبداللہ صومعی رح	۶۴ تا ۶۷
(۴)	حضرت ابو الوفا رح	۶۷

(۵)	حضرت شیخ حماد دباس رح	۶۸
(۶)	حضرت سید علی الکبیر رح	۶۹
(۷)	حضرت خواجہ ابو یوسف رح	۶۹
(۸)	حضرت خواجہ ابو العباس نہاوندی رح	۷۰
(۹)	حضرت خواجہ لقمان رح	۷۰
(۱۰)	حضرت خواجہ ابو علی دقاق رح	۷۱
(۱۱)	حضرت خواجہ ابو علی سیاہ رح	۷۱ تا ۷۲
(۱۲)	حضرت شیخ عبد الرحمن سُلمی رح	۷۲ تا ۷۳
(۱۳)	حضرت سالار مسعود رح	۷۳ تا ۷۵
(۱۴)	حضرت خواجہ ابو سعید ابو الخیر رح	۷۵ تا ۷۶
(۱۵)	حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رح	۷۷ تا ۷۸
(۱۶)	حضرت خواجہ عبد اللہ درستانی رح	۷۸
(۱۷)	حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی رح	۷۹
(۱۸)	حضرت ابو الفضل محمد بن حسین رح	۸۰
(۱۹)	حضرت خواجہ احمد رح	۸۰
(۲۰)	حضرت مودود چشتی رح	۸۱ تا ۸۲
(۲۱)	حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رح	۸۲
(۲۲)	حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی رح	۸۳
(۲۳)	حضرت شیخ ابو طاہر کرد رح	۸۳
(۲۴)	حضرت شیخ ابو علی فارمدی رح	۸۴ تا ۸۵
(۲۵)	حضرت شیخ ابو بکر عبد اللہ نساج رح	۸۵ تا ۸۶
(۲۶)	حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رح	۸۶ تا ۸۷
(۲۷)	حضرت احمد بن الغزالی رح	۸۸
(۲۸)	حضرت عین القضاۃ ہمدانی رح	۸۹ تا ۹۱
(۲۹)	حضرت ابو النجیب سہروردی رح	۹۲
(۳۰)	حضرت خواجہ مجد الدین حکیم سنائی رح	۹۳ تا ۹۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

خدا کا شکر ہے کہ مشکواۃ النبوت کی تیسری جلد بھی جلد منظر عام پر آگئی۔ جسمیں (۱۱۵) بزرگوں کے احوال درج ہیں۔ جلد اول و دوم عزیزم میاں سید مجتبیٰ قادری الموسوی (مقیم جدہ) کے گرانقدر عطیہ مبلغ پانچہزار روپیہ سکہ ہند سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں۔ اور اب یہ جلد حسب ذیل عطایا سے منقۂ شہود پر آرہی ہے۔ (۱) عزیزم مولوی سید شاہ عبداللہ حسین قادری الموسوی۔ ایک ہزار روپیہ۔ (۲) عزیزم مولوی سید مسعود قادری (مقیم بنگلور)۔ نوسو سینسٹھ (۹۶۷) اور (۳) برادر محترم مولانا سید موسیٰ قادری عرف انور پاشاہ صاحب قادری کنٹراکٹر پانچ سو روپیہ۔

باوجود میری مسلسل علالت کے ترجمہ کا کام جاری ہے۔ مزید چار یا پانچ جلدوں میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچ جائے گا۔ پوری کتاب کے مصارف کتابت و طباعت کا تخمینہ بیس ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ جس سے منجملہ اب تک (۷۴۶۷) روپیہ بطور عطایا وصول ہوئے اور توقع ہے کہ بقیہ مصارف کی پابجائی مزید عطایا اور شائع شدہ کتابوں کی نکاسی سے ہوجائیگی۔ اہل ذوق و ارباب عقیدت اس خصوص میں دست تعاون دراز فرمائیں تو انشاءاللہ یہ کتاب جو خزینۃ العلم کی حیثیت رکھتی ہے۔ دست برد زمانہ سے محفوظ ہوجائے گی۔ اور عوام و خواص اس سے کامل استفادہ کرسکیں گے۔

دیوڑھی مولوی سید محمود رح
مکان نمبر 20-7-175
فتح دروازہ - حیدرآباد

ابوالفضل سید محمود قادری
(موظف سشن جج)

مشکوٰۃ پنجم

ذکر شریف

فرزند رسول اللہ ارجمند ولی اللہ دلبند شہید اللہ، نائب وثانی اما عبداللہ الثانی الموسیٰ الجون رضی اللہ عنہ

آپ ائمہ سبعہ سے ہیں جو ائمہ اہل بیت الطاہرین تھے۔ صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہیں کہ موسیٰ الجون کے دو فرزند تھے۔ پہلے فرزند عبداللہ الثانی جن کو شیخ صالح کہا جاتا تھا ان کو رضا بھی لقب دیا گیا تھا۔ مامون بن ہارون نے چاہا کہ ان کو ولیعہد بنائے، عبداللہ نے انکار کیا اور فرار ہو کر ایک بیابان میں اقامت اختیار کی اور وہیں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ دوسرے فرزند ابراھیم اور ان کے بعد یوسف اخضر کہ یوسف امیر، و ابوجعفر کلیم و بنو حمید یہ سب ان کی نسل سے ہیں۔ صاحب نفائس الفنون نے بھی اس طرح لکھا ہے۔

الغرض امام عبداللہ الثانی بن موسیٰ الجون حسنی النسب، جعفری المذہب تھے۔ آپ کے پانچ فرزند تھے موسیٰ الثانی، شارق، احمد، یحیٰ اور صالح یہ سب اہل ریاست و حکومت اور کثیر الاولاد تھے۔

آپ کے کمالات کا ایک جز یہ ہے کہ آپ نے مامون کی پیش کش خلافت و امارت قبول نہیں کی اور خود کو بیابان میں مستور رکھا۔ اور اس طرح گوشہ نشینی اختیار کی کہ وہیں بزمانۂ سلطنت مامون بن ہارون الرشید راہی عالم بقا ہوئے۔ ۸ رشعبان ۲۰۳ھ کو آپکی وفات واقع ہوئی رضی اللہ عنہ

ذکر شریف

منبع افاق، قبلۂ اشفاق سیدنا ابومحمد اسحٰق بن جعفر رضی اللہ عنہ

آپ بھی ائمہ اہل بیت عالمہ سے تھے، صاحب صواعق محرقہ کہتے ہیں کہ آپ کی جلالت شان اور محبت اس درجہ تھی کہ سفیان ابن عیینہ آپ سے حدیث نقل کرتے اور جس وقت آپ سے روایت کرتے تو فرماتے حدثنی الثقۃ الرضی ابو محمد اسحاق بن جعفر بن محمد

بن علی بن الحسین بن علی ابن طالب علیہم السلام

صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں امام موسیٰ کاظم اسماعیل، علی عریض، محمد مامون، اسحاق موتمن ایک دوسرے کے برادر اعیانی تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام ابو محمد اسحاق، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کی امامت کی مدت ۳۲ سال دس روز رہی دونوں بھائی صورتاً آنحضرت علیہ السلام سے کامل مشابہت رکھتے تھے۔ شیعوں کا ایک فرقہ آپ کی امامت کا قائل ہے صاحب صواعق محرقہ کہتے ہیں کہ روافض کے عجائبات تناقض سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص اہل بیت سے امامت کا دعویٰ کرے اور خوارق عادات اس سے ظاہر ہوں جو اس کی صداقت پر دلالت کریں تو امامت اس کے لئے ثابت ہے یہ ان کا ایک اصول اور قاعدہ ہے لیکن اس کے باوجود زید و اسحاق کو امام نہیں جانتے اگرچہ انہوں نے امامت کا دعویٰ کیا تھا۔ الغرض آپ کی کنیت ابو محمد نام اسحاق، اور لقب موتمن تھا آپ کے تین فرزند تھے، محمد، حسن، حسین، ان کی نسل بخارا مصر اور حلب میں بہت ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

ذکر شریف

مخزن جود و فیض اکبر سیدنا علی العریض بن جعفر رضی اللہ عنہٗ

صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابو الحسن تھی بچپن میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے تعلیم حاصل کی آپ قریہ عریض سے منسوب ہیں آپ کی کثیر اولاد ہے انہیں عریضیون کہا جاتا ہے صاحب مخازن قادریہ کہتے ہیں کہ سید علی العریض امام موسیٰ کاظم کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ محمد، احمد، حسن، جعفر اصغر، کہتے ہیں کہ سید عبد اللہ صومعی جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے جد مادری تھے سید محمد عریضی کے سلسلہ سے تھے جن کا ذکر برمحل ہوگا رضی اللہ عنہ

ذکر شریف

مظہر کمال، مظہر جمال قطب الارشاد خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو المحفوظ تھی آپ کے والد کا نام فیروز تھا بعضوں نے معروف بن علی لکھا ہے۔ آپ قدمائے مشائخ کبار سے تھے۔ خواجہ ابو الحسن سری سقطی کے استاد پیشوا اور آپ

ہفت خانوادہ، سید وقت، خلاصۂ عارفان عہد تھے۔ آپ کا کوئی نظیر نہ تھا، صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ کے مرشد سیدنا امام موسیٰ رضیٰ علیہ السلام سے شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے والدین ترسا تھے۔ آپ کے پاس معلم بھیجا گیا جس نے کہا کہ ثالث ثلثہ کہو۔ آپ نے کہا بل ھو اللہ الواحد، ہرچند معلم نے ثالث ثلثہ کہنے کے لئے اصرار کیا مگر آپ "واحد" ہی کہتے رہے۔ آخر معلم نے آپ کو سخت مارا، معروف بھاگ گئے۔ والدین نے کہا کاش وہ آجائیں، جس مذہب کو وہ اختیار کریں ہم اس سے موافقت کریں گے مختصر یہ کہ آپ سیدنا علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے پاس گئے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ کئی زمانے تک امام برحق کی خدمت میں رہے، تربیت پائی اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد والدین کے پاس گئے جب والدین نے آپ کے کمالات دیکھے تو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ داؤد طائی کی صحبت اختیار کی اور اتنی ریاضت شاقہ کی کہ سالار قوم ہو گئے۔

کہتے ہیں ایک روز ایک مسافر آپ کی خانقاہ میں اترا سمت قبلہ معلوم نہ ہونے سے دوسری سمت کی جانب منہ کر کے نماز پڑھی۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ روبقبلہ ہو کر نماز پڑھی مسافر شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی۔ آپ نے کہا ہم درویش ہیں، درویش کو تصرف سے کیا سروکار۔ الغرض آپ کا مشرب صلح کل تھا۔

جب آپ کی وفات ہوئی تو غایت تصور وحدت الوجود جو آپ ہر فرقہ کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے تمام فرقوں کے لوگ یہودی مجوسی ہوں کہ مسلمان سب آپ کے لئے گریہ و زاری آہ و بکا کر رہے تھے۔ اور ہر فرقہ کے لوگ مدعی تھے کہ وہ ہمارے فرقہ سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا ہم جنازہ اٹھائیں گے۔ آخر سری سقطی نے کہا کہ معروف کرخی نے فرمایا کہ میرا جنازہ اسی قوم کے لوگ اٹھائیں گے جس سے میرا تعلق ہے۔ بجز مسلمانوں کے دوسرے آپ کا جنازہ نہ اٹھا سکے۔ انہوں نے ہی جنازہ اٹھایا نماز جنازہ پڑھی اور اسی جگہ سپرد خاک کیا کہتے ہیں کہ ایک ایک روز آپ کا وضو ٹوٹ گیا تو آپ نے فوراً تیمم کر لیا۔ لوگوں نے کہا کہ دجلہ سامنے ہے آپ تیمم کیوں کر رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ دجلہ پر پہونچنے تک میں زندہ رہوں یا نہ رہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے وضو مر جاؤں۔ کہتے ہیں کہ جب معروف کرخی بیمار ہوئے تو سری سقطی نے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ میرے مرنے سے قبل میرا پیراہن صدقہ کر دینا۔ میں چاہتا ہوں کہ جسطرح میں برہنہ آیا تھا دنیا سے اسی طرح باہر جاؤں۔ الحاصل تجرید میں انکا ثانی نہ تھا۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء لکھتے ہیں اگر عارف نہ ہوتے تو معروف نہ ہوتے۔ آپ کی وفات سنہ ۲۰۰ھ میں زمانۂ سلطنت مامون الرشید میں ۲ محرم کو ہوئی۔ قبر بغداد میں ہے۔ جسکو محل اجابت دعا کہا گیا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ذکر شریف

تارک دنیا مالک عقبیٰ، ظل اللہ فی العالم خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ اولیٰ سے ہے کنیت ابو اسحاق، نام ابراہیم بن ادھم بن سلیمان بن منصور بلخی تھا۔ ابنائے ملوکِ بلخ سے تھے۔ خرقہ خواجہ فضیل بن عیاض کے ہاتھ سے پہنا۔ جوانی میں سلطنت چھوڑ دی، تجرید، وتفرید میں آپ کا نظیر نہ تھا۔ کئی مشائخ کبار کو پایا۔ سیدنا محمد باقر علیہ السلام سے بھی خرقہ ملا۔ امام ابوحنیفہ کی بھی صحبت پائی۔ چنانچہ امام فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم ادھم ہیں تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ کس طرح سید ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ ہمیشہ مشغول بحق ہیں۔ اور ہم دوسرے کاموں میں بھی مشغول ہیں۔ اس لئے وہ سید ہیں، سید الطائفہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم مفاتیح علوم ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب بلاقصد بعض خوارق عادات ان سے ظاہر ہونے لگے تو انہوں نے مکہ کا رخ کیا۔ اور ہر ہر قدم پر دوگانہ نماز پڑھی۔ اس طرح تمام منازل طے کئے۔ چودہ سال میں مکہ پہونچے۔ تمام مشائخ مکہ نے ان کا استقبال کیا۔ وہاں فضیل کی صحبت ملی اور ان سے تربیت پائی۔ پچاس سال تک مجاور حرم شریف رہے۔ شیخ فرماتے ہیں جب بلخ سے ابراہیم بن ادھم نکلے انکو ایک چھوٹا لڑکا تھا جب بڑا ہوا تو پوچھا میرا باپ کہاں ہے، ماں نے سب حال بتایا اور کہا کہ اب وہ مکہ میں ہیں وہ باپ سے ملنے کے لئے نکلا اور مکہ پہونچا۔ جب ابراہیم بن ادھم نے دیکھا تو شفقت پدری غالب ہوئی۔ لڑکے کو اپنے نزدیک بٹھایا اور پوچھا کہ تم کونسے دین میں ہو۔ لڑکے نے کہا دین محمدی میں ہوں۔ کہا الحمد للہ اور بہت شفقت کی۔ ہاتف نے آواز دی، ابراہیم ہماری دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے لڑکے سے دل لگاتے ہو۔ ابراہیم نے کہا جو کچھ آپ میں اور ہم میں حائل ہوا ہے اسکو اٹھا دیجئے اسی وقت لڑکا فوت ہوگیا۔ ان کی کوئی دوسری اولاد نہ رہی لیکن ابراہیم پدر شفیق بلخی جو خواجہ ابراہیم بن ادھم کے ہمعصر تھے اور جن کی قبر بھی بلخ میں ہے اپنی اولاد کو اولاد خواجہ ابراہیم ادھم سے منسوب کرتے ہیں۔ اکثر معتبر کتابوں سے تحقیق ہو چکی ہے کہ خواجہ معز لاولد فوت ہوئے کہتے ہیں کہ خواجہ ابراہیم ادھم نے پندرہ سال کی سخت ریاضت کی آخری عمر میں خواجہ کا بذل وتصرف

بہت بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی نے چہل مجلس میں لکھا ہے کہ ایک دن سفیان ثوری خواجہ کے پاس آئے۔ خواجہ نے مصلے کے نیچے ہاتھ لیجا کر مٹھی بھر درہم باہر لائے اور انکو دیا کہ تین من گرم روٹی اور شہد لائیں سفیان نے کہا کہ ہم دو اشخاص سے زائد نہیں ہیں یہ اسراف ہوگا خواجہ نے کہا ماکولات میں اسراف نہیں ہوتا۔ اگر زائد آئے تو دوسرے کھائیں گے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز خواجہ دجلہ کے کنارے بیٹھے تھے اور خرقہ سی رہے تھے ناگاہ ایک شخص آیا اور ان سے ملک بلخ چھوڑنے کی وجہ پوچھی خواجہ نے سوئی دریا میں ڈال دی اور اس کی طرف اشارہ کیا۔ کئی ہزار مچھلیاں سر نکالیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک ایک سوئی تھی جسے لئے ہوئے خواجہ کے سامنے آئیں۔ ابراہیم نے کہا کہ میں اپنی سوئی چاہتا ہوں ایک کمزور مچھلی وہ سوئی لائی اس کو اس شخص کے سامنے پیش کر کے خواجہ نے کہا کہ میں نے سب سے کمتر مرتبہ یہ پایا ہے اور تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ اس سے زیادہ دیکھے شیخ عطار کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو خواجہ غائب ہو گئے معلوم نہیں کہ انکی قبر کہاں ہے بعض کہتے ہیں کہ بغداد شریف میں امام احمد ابن حنبل کی مزار کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں شام میں لوط علیہ السلام کی مزار کے پاس ہے صاحب نفحات کہتے ہیں کہ شام میں انکی وفات سنہ ١٦١ھ میں بزمانہ سلطنت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ دوانقی خلیفہ سوم عباسی ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

پیشوائے اہل ملامت قبلہ اہل سلامت عارف ذات بے چون باری
خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام ثوبان بن ابراہیم ہے۔ امام مالک کے شاگرد اور خواجہ اسرافیل کے مرید تھے سلوک ملامت اور اسرار توحید میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ اہل مصر آپ کو زندیق کہتے تھے اپنے حال کو بہت پوشیدہ رکھا تھا۔ توکل میں مستقیم و محکم تھے۔ ریاضات شاقہ کے عادی تھے یہاں تک کہ نفس نے شگفتہ کی خواہش کی لیکن نہیں دیا۔ ایک شخص نے شگفتہ کی دیگ سامنے لائی فرمایا کہ میں نے شگفتہ کی دیگ پکائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ دیگ اٹھا اور ذوالنون کے پاس لیجا۔ میری طرف سے انکو سلام پہونچا اور کہہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کرتے اور کہتے ہیں کہ چند لقمے کھالو اور نفس سے مصلح کرو کہتے ہیں کہ ذوالنون رونے لگے۔ اور چند لقمے کھائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ نے ان کو زندقہ سے منسوب کیا اور خلیفہ وقت ابوالفضل متوکل کو اطلاع دی۔

اس نے ایک شخص کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر بغداد لایا جائے۔ بغداد لانے کے بعد چالیس روز تک حبس میں رکھا گیا۔ اور پھر خلیفہ کے روبرو لے گئے۔ ان کی باتوں کی شرح پوچھی آپ نے عمدگی سے تشریح کی۔ خلیفہ رونے لگا۔ تمام ارکانِ دولت آپ کی فصاحت و بلاغت پر متحیر ہوئے پس خلیفہ آپ کا مرید ہو گیا ۔۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آپ کشتی میں بیٹھے تھے کسی شخص کا ہیرا گم ہو گیا۔ لوگوں نے آپ پر تہمت لگائی اور درپئے آزار ہوئے۔ آپ نے فرمایا، خدایا تو بخوبی واقف ہے میرا حال ان پر ظاہر کر دے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ کئی ہزار مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ہر مچھلی کے منہ میں ایک ہیرا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک ہیرا لیکر مدعی کے حوالے کر دیا۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔ اس روز سے آپکا لقب ذوالنون ہوا

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تھا تو آپ کی پیشانی پر سبز خط سے هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ تحریر نمودار ہوئی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو پرندے اس پر اپنے پروں کا سایہ کر رہے تھے۔ اس لئے کہ شدت کی دھوپ تھی۔ اسی اثناء میں جب مؤذن نے نماز کے لئے اذان دی اور کلمہ شہادت پر پہونچا تو آپ نے انگشت شہادت اٹھائی اہل مصر نے جو آپ کے منکر تھے جب یہ واقعہ دیکھا پشیمان ہو گئے اور آپ کا اقرار کیا۔

آپ کی وفات ۲۳۵ھ میں بزمانہ سلطنت ابو الفضل متوکل علی اللہ واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلہ ابرار کعبہ اسرار مشرق مدار طریق عشق خواجہ ابو علی شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ابراہیم بلخی تھے، آپ طبقہ اولیٰ سے ہیں علم طریقت خواجہ ابراہیم بن ادھم سے حاصل کیا تھا۔ ایک روز ترکستان کو تجارت کے لئے جاکر ایک بت پرست کو دیکھا کہ وہ اسکی پرستش میں مشغول ہے۔ دل میں کہا کہ تمہارا رب زندہ ہے عالم ہے تم اس کی پرستش کیوں نہیں کرتے پھر کہا اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم کو تمہارے شہر میں روزی دے۔ اسی وقت سے آپ اصل کام میں مشغول ہو گئے۔ آپ یگانۂ روزگار تھے۔ زہد و تقویٰ میں راسخ تھے۔ علوم و فنون میں خواجہ حاتم اصم کے استاد تھے۔ الغرض توکل کی راہ میں قدم رکھنے کے بعد مکہ گئے اور وہاں ابراہیم بن ادھم سے وابستہ ہو گئے۔ اور وہاں وعظ کہنے لگے جس میں زیادہ تر توکل کا بیان کرتے۔ ایک روز ایک بوڑھا آیا اور کہا کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں چاہتا ہوں کہ توبہ کر دا،

شفیق نے کہا کہ دیر سے آئے بوڑھے نے کہا کہ موت سے پہلے جو آئے سمجھنا چاہئیے کہ وہ جلد آیا ہے شفیق نے کہا کہ خوب آئے اور خوب کہا۔

صاحب نفحات کہتے ہیں کہ بلخ کے بعض تواریخ میں مذکور ہے کہ خواجہ شفیق کو ۱۷۴ھ میں اہل ولایت ختلان نے شہید کر دیا ان کی قبر بھی وہیں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

مجاهد میدان صمدیه محترم معتزم اسرار سرمدیه عاشق یکرازین خواجه ابو خضر رحمة الله علیه

طبقہ اولیٰ سے تھے، کنیت ابو حامد بلخی تھی۔ خراسان کے مشائخ کبار سے تھے ابو تراب نخشبی اور حاتم اصم کی صحبت میں رہے۔ خواجہ ابراہیم ادھم کو دیکھا تھا۔ خواجہ بایزید اور ابو حفص حداد سے سفر حج میں ملے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ خدا کی راہ کیسی ہے کہا کہ راہ سے غائب ہونا خدا سے ملنا ہے آپ کے خوارق عادات بہت ہیں۔ آپکی وفات ۲۰۴ھ میں واقع ہوئی۔ قبر بلخ میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف اکمل مقبول ازل ابو عبد اللہ محمد بن فضل رحمة الله علیه

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں خراسان کے مشائخ کبار سے تھے۔ ریاضت اور قنوت میں خواجہ احمد خضرویہ کے پیر دادا مرید تھے محمد بن حکیم ترمذی کے ہم صحبت رہے ابو عثمان حیری کا آپ کی طرف بہت میلان تھا۔ ایک دفعہ ایک مکتوب لکھ کر آپ سے دریافت کیا کہ شقاوت کی کیا علامت ہے فرمایا تین علامات ہیں۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ کسی کو علم دے اور عمل سے محروم کر دے، دوسرے یہ کہ عمل دے اور اخلاص سے بے نصیب کر دے۔ تیسرے یہ کہ نیک لوگوں کی روز صحبت دے لیکن ان کی حرمت سے محروم کر دے۔ یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہوتا ہے جو بیابانوں کو قطع کرتا ہے کہ آثارِ الٰہی دیکھے لیکن وادیٔ نفس و ہوی کو قطع نہیں کرتا کہ اپنے دل میں اپنے اپنے پروردگار کے آثار دیکھے رحمۃ اللہ علیہ

مشکوٰۃ ششم

ذکر شریف

واقف اسرار حقانی، عارف رمز سبحانی کاشف اسرار پنہانی سید امام موسیٰ الثانی رضی اللہ عنہ

آپ بھی ائمہ اہل بیت عامہ سبعہ سے ہیں۔ کنیت، ابوالفیض اور ابوعمر لقب موسیٰ الجون تھا آپ حسنی نسب اور جعفری مذہب ہیں۔ وطن کے اعتبار سے مدنی تھے۔

صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں کہ موسیٰ عبداللہ ثانی کو موسیٰ ثانی کہتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعمر تھی سنہ ۱۸۱ھ میں زمانہ معتزلہ خلفاء بنی عباس میں آپ کو شہید کیا گیا۔ آپ کی اولاد کو موسیٰ بون کہتے ہیں امارت حجاز انہیں کی تھی۔ آپ کے (۱۸) فرزند تھے جن کے منجملہ سات آپ کے بعد رہے وہ بھی کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب محی الملۃ والدین سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ آپ کی نسل سے تھے جو منسوب ہیں عبداللہ جیلی بن یحییٰ الزاہد بن محمد الروحی بن داؤد الامیر بن محمد الاکبر بن موسیٰ الثانی سے جنہوں نے امام معتزلہ میں مدینہ میں خروج کیا تھا۔ اسی وجہ سے صاحب تحفۃ الابرار آپ کو امام موسیٰ الثانی بن امام عبداللہ الثانی بن امام موسیٰ الجون ابن امام عبداللہ المحض بن امام حسن المثنیٰ سے اہلبیت کے پیش نظر لکھا ہے۔

صاحب نفائس الفنون کہتے ہیں کہ موسیٰ ثانی کو دو لڑکے تھے محمد و ادریس۔ ادریس ملک حجاز گئے اور ان کی اولاد وہیں ہے۔ محمد بن موسیٰ الثانی کو دو لڑکے تھے، ابوالحسین داؤد اور عبداللہ لیکن صاحب روضۃ الشہداء نے ان کے سات لڑکے تھے لکھا ہے اول ادریس ابن موسیٰ دوم یحییٰ ابن موسیٰ، سوم صالح بن موسیٰ، چہارم حسن بن موسیٰ پنجم علی بن موسیٰ، ششم محمد بن موسیٰ، ہفتم عبداللہ بن موسیٰ۔ الغرض ان کی اکثر اولاد مکہ میں امیر ہوئی اب تک بھی امراء مکہ ان کی نسل سے ہیں۔ اس کی تفصیل مطلوبہ کتب سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

امام موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۱۸۰ھ میں ۱۵ رجب کو ہوئی۔ آپ کی قبر مدینہ میں ہے۔

ذکر شریف

مظہر احسان مخزن عرفان سیدنا ابو داؤد سلیمان بن امام حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ

صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہیں کہ ان کی ماں حبیبہ رومیہ ام ولد تھیں۔ جب سلیمان منصور دوانقی کی جیل میں پڑے تو ان کی ماں نے سیدنا امام جعفر الصادق سے التجا کی۔ امام برحق نے انکو ایک دعاء تعلیم کی اور فرمایا کہ اس کو استقلال کے ساتھ پڑھئے۔ جب تک کہ آپ کا لڑکا جیل سے رہائی پائے کہتے ہیں کہ ام داؤد نے وہ دعاء اسی روز پڑھی اور ان کا لڑکا جیل سے رہا ہوگیا یہ دعاء ام داؤد کی دعاء کے نام سے مشہور ہے۔ اور سادات آل طاؤس تمام سلیمان کی نسل سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

شیخ اکبر قبیلہ اطہر ابراہیم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ امام حسن المثنیٰ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام تھیں آپ کی کنیت ابو اسماعیل ہے صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں کہ آپ کی کثرت جود وسخا کے باعث آپ کو عمر کا لقب دیا گیا۔ آپ سید وشریف تھے اپنے دادا کے احادیث کے راوی تھے۔ منصور دوانقی کے جیل میں وفات پائی۔ عمر ۶۹ سال تھی۔ آپ نے ابراہیم دیباج فرزند چھوڑا۔ جنہوں نے ابو الحسن یخ دابراہیم طباطبائی کو چھوڑا آپ کا یہ لقب (طبا طبا) اس لئے ہوا کہ بزمانہ طفلی آپ کے والد نے چاہا کہ آپ کے لئے کپڑا سلوا دیں۔ اور آپ کو اختیار دیا کہ جبہ اور قبہ میں جو چاہیں سلوا لیں۔ ہنوز زبان سے یہ کلام ختم ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا طبا طبا یعنی قبا قبا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ارادتمندوں نے آپ کو اس لقب سے پکارا کہ طبا طبا کے معنی سید السادات کے بھی ہیں۔

پہلے فرزند نے تین فرزند چھوڑے۔ قاسم، احمد، حسن، قاسم کے سات فرزند تھے۔ اسماعیل سلیمان، حسین، محمد، موسیٰ، لیکن سلیمان سید کریم تھے۔ ان کو عبد اللہ کہتے تھے۔ آپ کے فرزند ابو الحسن یحییٰ الحکیم زیدیہ میں بڑے امام تھے۔ بزمانہ معتصم باللہ یمن کے لئے خروج کیا ان کو ہادی الی الحق کا لقب دیا گیا ان کی تمام اولاد بھی ائمہ سے تھی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مہرِ انور، ماہِ منور، سیدنا ابو الحسن جعفر بن امام حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ

آپ امام حسن المثنیٰ کے پانچویں فرزند تھے آپ کی والدہ حبیبہ رومیہ تھیں حسن کا ذکر سلیمان احمد الجواد کے سلسلہ میں ہو چکا ہے الحاصل داؤد اور جعفر باہم حقیقی بھائی تھے۔

صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں کہ سادات سلیفی، محمد بن سلیق کی نسل سے ہیں جو حسین بن جعفر کے فرزند تھے اور عبد اللہ جو مامون بن ہارون کے زمانے میں کوفہ کے امیر تھے عبد اللہ بن حسن جعفر کے فرزند تھے۔ ولایت شام میں بنو شیش سلیمان محمد بن عبد اللہ بن ابو الحسن جعفر کی نسل سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

شاہ موسیٰ قبلہ مقدس خلاصہ وجود بن اقدس سیدنا حسن المثلث بن امام حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ

صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے اکابرین سے تھے ابوالحسن علی عابد آپ ہی کی اولاد سے ہیں اور علی عابد کی اولاد سے حسین شہید فخ ہیں جنہوں نے زمانۂ ہادی میں خروج کیا۔ سادات علوی کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ ہادی نے جس کسی کو بھیجا حسن نے سب کو شہید کر دیا۔ سیدنا امام تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل بیت کے لئے واقعہ فخ سے زیادہ کوئی سخت واقعہ نہیں آیا۔

کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حسن مثنیٰ کو فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام سے تین فرزند عبد اللہ المحقق، ابراہیم عمر اور حسن مثلث دیئے تھے جو تمام سادات پر فخر کرتے تھے کہ ہماری ماں امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں اور ہمارے باپ امام حسن علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

ذکر شریف

قافلہ سالار یثرب و بطحیٰ مخزن اسرار ہستی خواجہ ابو الحسن سری سقطی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ خواجہ ابو المحفوظ معروف کرخی کے مرید و خلیفہ تھے۔ الغرض آپ مقتدائے زماں، شیخ وقت اور امام اہل تصوف تھے ریاضات اور علوم ظاہر و باطن میں کامل تھے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ شیر مرد وہ ہے جو بازار میں بھی مشغول بحق ہو اور خرید و فروخت کرے لیکن ایک لحظ خدا سے غافل نہ رہے نیز فرمایا کہ سب میں اچھی قوت وہ ہے جو نفس پر غالب آئے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ادب دل کا ترجمان ہے جو شخص اپنے نفس کے آداب سے عاجز ہو تو وہ دوسروں کے ادب سے اور عاجز ہو گا۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ خُلق وہ ہے جو خلق کو نہ ستائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہر روز میں کئی بار آئینہ میں اس خوف سے دیکھتا ہوں کہ شومئ گناہ سے منہ تو سیاہ نہیں ہوا۔

سید الطائفہ ابو القاسم جنید نے فرمایا کہ میں نے کسی کو عبادت میں سریؒ سقطی سے زیادہ کامل نہیں پایا۔ اٹھانوے سال سے زمین پر بجز بیماری مرگ کے پہلو نہ رکھا۔

یہ بھی کہا کہ آپ کی رحلت کے وقت میں نے آپ سے کہا کہ مجھے وصیت کیجئے فرمایا اے فرزند خلق میں مصروفیت کی وجہ سے خالق سے غافل مت ہو۔ میں نے کہا کہ اگر یہ بات آپ پہلے کہتے تو میں آپ کی صحبت اختیار نہ کرتا۔

آپ کی وفات سہ شنبہ کی صبح کو تیسری رمضان ۲۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلہ ابرار عرشی، کعبہ اخیار عرشی شیخ وقت خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

مرعش، توابع شام میں ایک شہر ہے کہتے ہیں کہ حذیفہ متقدمین مشائخ کبار سے تھے خواجہ ابراہیم ادھم کے مرید تھے آپ کے اتنے خوارق عادات اور کرامات ہیں کہ ضبط تحریر میں نہیں آسکتے آپ کے کئی ارشادات ہیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ اخلاص وہ ہے کہ افعال ظاہر و باطن میں یکساں رہیں۔ آپ کی وفات ۱۴ شوال کو ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قافلہ سالار ارباب تجرید، خلاصہ اصحاب ورع و تفرید سلطان العارفین ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب سلطان العارفین اور نام طیفور بن عیسیٰ ہے۔ آپ کا اصل وطن بسطام ہے رشحات نے لکھا ہے کہ آپ سیدنا امام جعفر الصادق علیہ السلام اویسی ہیں۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء کہتے ہیں

کہ ایک سو تیرہ مشائخ کبار کی خدمت کی تھی۔ آپ کی ماں سے منقول ہے کہ جب میں نے منہ میں لقمہ رکھا اگر اس میں شبہ ہوتا تو بایزید میرے پیٹ میں اس طرح تڑپتے کہ وہ لقمہ نکل جاتا۔ سید الطائفہ فرماتے ہیں کہ بایزید ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے فرشتوں میں جبرئیل۔ کہتے ہیں کہ سلطان العارفین سے کسی نے پوچھا کہ سنت کونسی ہے اور فرض کیا ہے۔ فرمایا ترک دنیا فرض ہے اور صحبت محبوب سنت ہے الغرض آپ کے کمالات و خوارق مشہور آفاق ہیں۔ طریقہ طیفوریہ آپ سے منسوب ہے اس طریقہ کی بنیاد سکر اور غلبہ پر ہے آپ کی وفات ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو ہوئی۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے سن ۲۳۴ھ بتایا ہے قبر بسطام میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قدوۂ ابرار مقدم زبدۂ اخیار اکرم خواجہ حاتم بن عیوان الاصم رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ اولیٰ سے ہے آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، خراسان کے قدیم مشائخ سے تھے شفیق بلخی کی صحبت میں رہے۔ استاد احمد خضرویہ تھے۔ صاحب نفحات کہتے ہیں کہ آپ اصم (بہرے) نہ تھے ایک روز ایک ضعیفہ آپ سے بات کر رہی تھی اثنائے کلام میں اس سے ہوا خارج ہوگئی دفع خجالت کے لئے حاتم نے اس ضعیفہ سے کہا آواز بلند کرو اس پر یہ ظاہر کیا کہ گویا آپ کے کان سے برابر سنائی نہیں دیتا ہے۔ ضعیفہ خوش ہوگئی کہ آپ نے ہوا خارج ہونے کی آواز نہیں سنی۔ بہرحال اسی روز سے آپ کا لقب اصم پڑ گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس راہ میں جو آئے اسے چاہیئے کہ خود پر چار اموات لازم کر لے۔ موت ابیض یہ بھوک ہے، موت اسود وہ لوگوں کی ایزا رسانی پر صبر ہے۔ موت احمر وہ مخالفت نفس ہے موت اخضر وہ پیوند کے کپڑے پہننا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر صبح کو شیطان مجھ سے کہتا ہے کہ کیا کھانا چاہتے ہو۔ میں کہتا ہوں موت، پھر پوچھتا ہے کیا پہننا چاہتے ہو، میں کہتا ہوں کفن، پھر پوچھتا ہے کہاں رہنا چاہتے ہو میں کہتا ہوں قبر میں — کسی شخص نے پوچھا کہ آپکی کیا آرزو ہے؟ فرمایا رات تک دن کی عافیت اس شخص نے کہا یہ عافیت نہیں کہ تمام دنوں میں رکھتے ہو فرمایا کہ میرا دن وہ ہے جس میں مجھ سے گناہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے آپ کے پاس کوئی چیز بھیجی آپ نے قبول کر لیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے کیوں قبول کیا۔ فرمایا اس کے قبول کرنے میں اپنی ذلت اور ان بزرگ کی عزت دیکھی اور

اسکو نہ لینے میں اپنی عزت اور ان بزرگ کی ذلت نظر آئی۔ پس میں نے انکی عزت کو ترجیح دی۔

آپ کی کنیت ابو عبداللہ الرحمن تھی۔ بلخ اصل وطن تھا۔ حنفی المذہب تھے۔ کہتے ہیں ایک شخص سفر پر جا رہا تھا آپ سے اس نے وصیت چاہی فرمایا اگر یاری چاہتے ہو تو خدا بس ہے اور اگر ہمراز چاہتے ہو تو کراماً کاتبین کافی ہیں اگر عبرت چاہتے ہو تو دنیا بس ہے اگر وعظ چاہتے ہو تو موت بس ہے
آپ کی وفات سنہ ۲۳۰ھ میں موضع ثمرہ میں جو بلخ کے نواح میں ہے واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف حقانی واقف سر نہانی خواجہ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ اولیٰ سے ہیں نام عبدالرحمن بن احمد تھا۔ قدمائے مشائخ شام سے تھے۔ دارا دمشق کے دیہات سے ایک دیہہ ہے آپ کی قبر اسی دیہہ میں ہے آپ سے پوچھا گیا کہ حقیقت کیا ہے کہا کہ دو جہاں میں سوائے ایک کے کوئی اور نہ ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ جس وقت میں عراق میں تھا تو عابد تھا اب شام میں عارف ہوں

یہ بھی فرمایا کہ جو دل دنیا کو اپنا مقام بنائے وہ خواہش آخرت کو باہر کر دیا نیز فرمایا افضل عبادت نفس کی خواہش کا خلاف کرنا ہے۔

آپ کی وفات سنہ ۲۱۵ھ میں ہوئی۔ قبر موضع دارا میں ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مشکوٰۃ ہفتم

ذکر شریف

نو البصر احمد نیرِّ برج اسعد ، واقف رمز اطہر ، سیدنا محمد اکبر رضی اللہ عنہٗ

آپ بھی اہل بیت عامہ سبعہ سے ہیں چنانچہ صاحب تحفۃ الابرار نے آپ کو بلفظ امام سے ذکر کیا ہے ۔ اور صاحب لسنیۃ قادری دوسری نسبت سے لکھتے ہیں کہ آپ حسنی نسب مالکی مذہب اور آپ کا وطن کوفہ تھا صاحبِ مکاشفہ کہتے ہیں کہ امام محمد اکبر بن موسیٰ الثانی کے کرامات اور خوارق عادات حد سے زائد تھے ۔ ایک روز دریائے فرات کے کنارے آئے اس کی روانی دیکھی اور کہا کہ میں چاہوں تو پانی پر سے چل کر اسکو پار کرلوں لوگ اس کو کرامت ٹھہرائیں گے ۔ لہٰذا مرد کریم کو ایسا نہ کرنا چاہئے ۔ پس واپس ہوگئے ۔

صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں امیر محمد بن موسیٰ الثانی کی کثیر اولاد ہے آل شرقی ، آل یحییٰ ، و آل علیہ آپ ہی کی نسل سے ہیں ۔ نیز قطب الاقطاب والدین حضرت سید عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہٗ عبد اللہ بن یحییٰ بن محمد الردی بن داؤد الامیر محمد اکبر بن موسیٰ الثانی سے منسوب ہیں ۔ جس کو سائر کہتے ہیں ایام خلافت معتزلہ میں مدینہ کو خروج کیا ۔ آپ کے پانچ فرزند تھے اول عبد اللہ اکبر ، دوم حسین امیر ، سوم داؤد ابو الہاشم ، چہارم علی اکبر ، پنجم قاسم لیکن صاحب نفائس الفنون کہتے ہیں کہ موسیٰ الثانی کو دو فرزند تھے ۔ محمد اور ادریس ، صاحب تاریخ اولیا کہتے ہیں کہ آپ کا لقب سیف اللہ تھا ۔ آپ کی وفات ۲۰۳ھ پانچویں ماہ صفر کی شب میں ہوئی ۔ آپ کا مدفن کوفہ میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلہ اصحاب تمدنی قدوۃ ارباب مدنی ، سیدنا ابراہیم بن سعد العلوی الحسینی رضی اللہ عنہٗ

صاحب نفحات کہتے ہیں آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے ۔ آپ شریف حسینی اور قدمائے مشائخ

اہل بغداد سے تھے وہاں سے شام روانہ ہوئے اور وہیں متوطن ہو گئے۔ صاحب کرامات باہرہ تھے شل ابراہیم ادھم بلخی۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ ایسے دو ہزار چالیس اولیا رہیں اور جماعت کے شہباز جو علوی تھے دو ہیں ایک ابراہیم دوسرے حمزہ علوی جو صاحب کرامات اور استاد ابوالحارث تھے۔ ابوالحارث کہتے ہیں کہ ابراہیم بن سعد کو ابتدائً دیکھنے کا مجھے یوں اتفاق ہوا کہ بغیر ایام حج میں مکہ کو جانے کے ارادے سے نکلا واپسی میں راستے میں تین اصحاب رفیق سفر ہو گئے۔ کچھ مسافت طے کرنے کے بعد دو اصحاب جُدا ہو گئے میں اور ایک صاحب باقی رہ گئے۔ وہ صاحب ابراہیم سعد تھے مجھ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو میں نے کہا شام جاؤں گا۔ کہا میں پہاڑ کو کام پر جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ہم جُدا ہو گئے۔ لیکن ہمیشہ ان کا خط آیا کرتا تھا۔ ابوالحارث یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک روز ابراہیم علوی کے ساتھ اس پہاڑ سے آرہا تھا۔ ایک دراز گوش لشکری ایک عورت کو پکڑ رکھا تھا اس عورت نے ہم سے فریاد کی۔ ابراہیم نے اس لشکری سے بات کی مگر لشکری نے اس عورت کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اور ان کی بات نہ مانی۔ علوی نے دعا کی اور وہ لشکری اور عورت دونوں گر پڑے اس کے بعد عورت، اٹھی اور لشکری مر گیا۔ میں نے کہا کہ آئندہ میں آپ کے ساتھ نہ رہوں گا۔ کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ مجھے ابراہیم نے وصیت کی اور کہا کہ جہاں تک ہو سکے کمتر چیز پر قناعت کرو۔ ایک روز میں ان کی اولاد میں بیٹھا ہوا تھا اور باہر جانے کا دل میں ارادہ تھا۔ چنانچہ میں نے حرکت کی اور باہر چلا آیا دیکھا کہ ایک شخص درختوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے مجھے اس شخص کو دیکھ کر ہیبت ہونے لگی۔ جب اچھی طرح دیکھا تو وہ صاحب ابراہیم سعد تھے۔ نماز کو مختصر کر کے سلام پھیرا اور مجھے دریا کے کنارے لائے۔ اور کچھ زیر لب کہا۔ بہت سی مچھلیاں قطار در قطار ان کی جانب سمندر سے نکل کر آئیں میرے دل میں یہ بات گذری کہ ان کا صیاد کہاں ہے۔ یہ بات میرے دل میں آتے ہی سب مچھلیاں منفرق ہو گئیں۔ ابراہیم نے کہا اے ابوالحارث یہ بات یاد رکھو کہ تم خلق سے پوشیدہ رہو اور دنیا سے بہت کم تعلق رکھو تا آنکہ تمہاری موت آئے اس کے بعد ابراہیم غائب ہو گئے۔ اور میں نے پھر انہیں نہ دیکھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

شاہ ادریس قرنی سہیل یمنی سیدنا حمزہ بن عبد اللہ علوی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نفحات کہتے ہیں کہ آپ سیاح تھے کئی سال بیابان میں بطریق توکل اور کئی سال حضر میں

زمین پر پہلو نہ رکھا۔ اور سفر میں اپنے ساتھ کچھ نہ رکھا۔ اور ہمیشہ ذکر حق میں خلل نہ آیا۔

الحسنی کہتے ہیں کہ صوفی کو جنگل میں بھی اسی طرح اپنے حال پر نظر رکھنی چاہیئے جیسے کہ حضر میں اس لئے کہ صوفی ہمیشہ حضر میں بھی سفر میں ہی رہتا ہے شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ میرے والد پانچ سال کی مدت تک ہر روز ابو یزید کے پاس جو صوفیوں میں بزرگ تھے مجھے بھیجتے رہے اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا کہ ایک روز ابو یزید نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک یہ علوی اور اعلیٰ نسب ہونے کے گھمنڈ سے باہر نہ آؤ گے تصوف کی ہوا بھی نہ لگے گی۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انہوں نے کہا۔

ذکر شریف

گلدستہ گلشن امید نونہال باغ باغ جاوید سید الطائفہ ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو القاسم اور لقب قواریری زجاجی اور خزار ہے یہ القاب اس وجہ سے کہے جاتے ہیں کہ آپ کے والد پانی کے کوزے فروخت کرتے تھے۔ آپ کا اصلی وطن نہاوند ہے اور آپ کا مولد اور مقام نشو نما بغداد ہے۔ مذہب ابو سفیان ثوری کے پیرو تھے اور بعض نے آپ کو امام شافعی کا شاگرد بیان کیا ہے۔

الغرض آپ اس گروہ کے ائمہ اور سادات سے ہیں جو خود کو آپ سے منسوب کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ بغداد نے خواجہ محمد رویم سے کہا کہ اے بے ادب، رویم نے کہا کہ میں کس طرح بے ادب ہو سکتا ہوں کہ میں آدھا دن جنید کی صحبت میں رہتا ہوں۔ جو شخص ان کے ساتھ نصف روز رہا ہو بے ادب نہیں ہو سکتا۔ اور جو اس سے زائد صحبت اختیار کرے اس کا کیا حال ہو۔

شیخ ابو جعفر حداد کہتے ہیں کہ اگر کسی مرد کی شکل میں ہوتی تو وہ جنید کی شکل میں ہوتی۔ آپ خواجہ سری سقطی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ صاحب نفحات فرماتے ہیں ابو القاسم جنید نے کہا کہ ایک روز سری سقطی نے مجھ سے کہا کہ مجلس مقرر کرو اور لوگوں کو پند و نصیحت کرو۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتا تھا تا آں کہ ایک دن جمعہ کی شب میں آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں تکلم علی الناس خواب سے بیدار ہوا تو صبح ہونے کے پیشتر ہی سری سقطی کے دروازہ پر پہونچا اور دروازہ کھٹکھٹایا گھر کے اندر سے جواب دیا کہ کیا تم نے مجھے راست گو نہ سمجھا تھا جب میں نے تجھ سے وعظ کہنے کے لئے کہا تھا۔ پس صبح ہی مجلس وعظ مقرر کیا اور بیان شروع کیا۔

صاحب سفینہ کہتے ہیں کہ سید الطائفہ خواجہ ابوالحسن سری سقطی کے مرید کامل اور خلیفہ اور بھانجے تھے ایک دن سری سقطی سے پوچھا گیا کہ ایسا کون سا مرید ہے جو درجہ میں اپنے پیر سے بلند ہو فرمایا کہ جنید درجہ میں مجھ سے بڑھ کر ہیں۔

کہتے ہیں سید الطائفہ تیس سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک اللہ اللہ کہا کرتے۔ پھر صبح کی نماز کے لئے وضو کرتے اور صبح کی نماز پڑھتے اور فرماتے کہ خدائے تعالیٰ تیس سال تک جنید سے جنید کی زبان میں بات کی اور جنید درمیان میں نہیں رہا۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی بزرگ نے آنحضرت کو مراقبہ میں دیکھا کہ آنحضرت علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں اور جنید حاضر ہیں۔ ایک شخص فتوے لایا آنحضرت نے اس سے کہا کہ جنید کو دیدو۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف فرما ہیں میں دوسروں کو کیوں فتوے دوں۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جس طرح تمام انبیاء کو اپنی امت کی ضرورت ہوتی ہے، مجھے جنید کی ضرورت ہے۔

کہتے ہیں کہ سید الطائفہ سماع نہ سنتے اور وجد نہ فرماتے تھے اور آپ کا ظاہر و باطن شرع شریف سے آراستہ تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز سید الطائفہ کوئی بات فرما رہے تھے ایک مرد نے نعرہ لگایا۔ آپ نے اس سے اس کو منع فرمایا۔ اور کہا کہ اگر دوسری مرتبہ نعرہ مارو گے میں تمکو نکال دونگا پھر اپنی بات جاری رکھی اس شخص نے ضبط حال کیا یہاں تک کہ مرگیا۔

آپ کا کلام عجیب و غریب ہوتا تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ میری سیرت دیکھو صورت نہ دیکھو اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جواں مردی یہ ہے کہ تم اپنا بار دوسرے پر نہ ڈالو۔ اور جو کچھ رکھتے ہو خیرات کردو اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ ایک روز میرا دل کھو گیا تھا میں نے کہا کہ الٰہی میرا دل مجھے واپس دے میں نے ایک آواز سنی کہ اے جنید ہم نے تمہارا دل اس لئے لیا ہے کہ تم ہمارے ہمراہ رہو تم اس کو واپس طلب کرتے ہو تاکہ غیر کے ساتھ تمہارا دل رہے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز بغداد میں ایک چور کو لٹکا دیا گیا تھا۔ جنید آئے اور چور کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ لوگوں نے اس بارے میں پوچھا فرمایا کہ اس پر خدا کی رحمت ہو کہ اپنے کام میں فنا ہو کر اس نے یہ کمال حاصل کیا کہ آخر اپنا سر اس کام کے سر کرنے میں لگا دیا۔

کہتے ہیں کہ کوئی آپ کی مجلس میں اٹھ کر سوال کیا کہ دل کس وقت خوش ہوتا ہے فرمایا اس وقت جبکہ خدا اس کے دل میں ہو اور یہ بھی فرمایا کہ جو خدا کو نہ پہچانے وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

اور فرمایا کہ جب قوت باقی نہ رہے تو اس کو پھر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اور کوئی چیز وقت سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ خلق چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ سخاوت، الفت، نصیحت، شفقت شفقت اس کا نام ہے کہ لوگوں کو جو وہ طلب کریں خوشی سے دے۔ اور ان پر احسان نہ جتائے کہ جن کو سننے کی ان میں تاب نہو۔ اور ایسی بات نہ کہے جس کو وہ نہ سمجھتے ہوں۔

حضرت شیخ سے پوچھا گیا کہ ہم کس کی صحبت اختیار کریں فرمایا کہ اس شخص کی صحبت اختیار کرو کہ جو تمہارے ساتھ بھلائی کر کے اسکو بھول جائے۔ پوچھا گیا کہ کونسی چیز جینے سے بہتر ہے فرمایا جینے پر رونا پوچھا گیا کہ بندہ کون ہے فرمایا کہ جو لوگوں کی بندگی سے آزاد ہو۔

پوچھا گیا کہ خدا کا راستہ کیسا ہے فرمایا کہ دنیا کو چھوڑنا خواہشات کے خلاف کرنا حق آئین ہے

یہ بھی فرمایا کہ ایک رات میں نماز میں مشغول تھا۔ ہر چند میں نے کوشش کی لیکن میرے نفس نے ایک سجدہ میں بھی میری موافقت نہ کی کچھ سوچ بھی نہ سکا بیزار ہوکر گھر سے باہر نکلنا چاہا جب دروازہ کھولا تو ایک نوجوان کو دیکھا جو کملی لپیٹے ہوئے ہے اور دروازہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹا ہوا ہے جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا میں اب تک آپ کے انتظار میں تھا ایک سوال کا جواب دو آپ نفس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں درد ہو تو کیا وہ اس کی دوا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ فرمایا جب تم اپنی خواہش کے خلاف کرو تو درد خود دوا ہو جائے گا۔ جب میں نے یہ کہا تو اس جوان نے کہا اے نفس کئی بار تو یہی جواب مجھ سے کہا کہہ سنا چکا تھا اب جنید کی زبان سے سن لیا۔ یہ کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا

الغرض سید الطائفہ تمام مشائخ کبار میں بحر حقائق، سلطان طریقت، پیشوائے اہل حقیقت، مقتدائے جہاں، واد تاد زماں، قطب ابدال اور اس جماعت کے ائمہ سادات سے تھے۔ ابوالحسن نوری وغیرہ تمام سلسلوں کے مشائخ آپ سے خود کو منسوب کرتے ہیں۔ منسوبات حضرت خواجہ کو جنیدیہ کہا جاتا ہے اسی وجہ سے آپ کو سید الطائفہ، امام ائمہ صوفیاں کہا جاتا ہے آپ کا کلام طریقت میں حجت ہے۔ جس پر کوئی بھی مشائخ متقدمین یا متاخرین انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔ سب اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے طریقہ کی بنیاد صحو پر ہے یعنی صحو اور سکر کو ہم جواب عقلاء کیا گیا جس کو مطالعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا اور تسبیح کرنے لگے تو انگلی پر شمار کرنے لگے یہاں تک کہ چوتھی انگلی تک شمار کیا اور چوتھی انگلی پر شمار کرنا بند کر دیا اور فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم آنکھیں بند کر کے واصل بہ رحمت حق ہو گئے۔

جب غسال آپ کی آنکھوں میں پانی پہونچانا چاہا تو ہاتف نے آواز دی کہ اپنا ہاتھ ہمارے دوست کی آنکھوں سے دور رکھو جو آنکھ ہمارے نام سے بند ہوئی ہے وہ ہمارے ملنے پر ہی کھلے گی۔ پھر غسال نے چاہا کہ بند شدہ انگلی کو کھولے تو پھر آواز آئی کہ جو انگلی ہمارے نام سے بند ہوئی ہے وہ سوائے ہمارے حکم کے نہ کھلے گی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر جنازے کے کونے پر آبیٹھا۔ ہر چند کہ اسکو اڑانے کی کوشش کی گئی نہیں اڑا۔ یہاں تک کہ آواز دی کہ خود کو اور مجھے رنجاؤ میرے چنگل کو اس جنازے کے کونے سے باندھ دیا گیا ہے آج جنید کا قالب کروبیوں کے حوالے ہے اگر تمہارا شور و غل نہ ہوتا تو ان کا کالبد سفید باز کی طرح ہمارے ساتھ اڑ جاتا۔ عبد اللہ یافعی کہتے ہیں کہ آپ کا وفات ۲۹۸ھ میں روز دوشنبہ ۲۷ رجب کو واقع ہوئی۔ آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

مخزن اسرار پیغمبری، معدن انوار حیدری، قبلہ وقت خواجہ ھبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں کہ آپ کا اصل وطن بصرہ ہے۔ اپنے زمانے کے اکابرین سے تھے خواجہ حذیفہ المرعشی کے مرید اور صاحب خوارق عالی و مقامات ارجمند تھے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ روز ولادت سے تمام عمر صائم الدہر رہے ایام طفولیت میں کبھی دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے آپ کی وفات ۷ شوال کو ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

سر حلقہ عشق بازی، سرچشمہ آشفتہ سازی خواجۂ وقت یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو ذکریا اور لقب واعظ تھا صاحب سفینہ کہتے ہیں کہ مشائخ میں سے جو شخص خلفاء راشدین کے بعد منبر پر بیٹھا وہ آپ تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز یہ اپنے بھائی کے ساتھ ایک گاؤں

میں گئے بھائی نے کہا کہ اچھا گاؤں ہے کہ اس شخص کا دل اس سے اچھا ہے جو دنیا سے فارغ ہو آپ کی وفات ۲۵۰۸ھ میں ہوئی آپ کی قبر نیشاپور میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

سید قوم لوتاہ شیخ افراد، قطب وقت خواجہ ابوحفظ حداد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عمر بن مسلم ہے۔ آپ کا اصلی وطن نیشاپور تھا۔ بزرگ زمانہ اور شیخ طامتیہ تھے۔ ابوعبداللہ مادردی کے مرید تھے۔ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید سے بھی ملاقات کی تھی کہتے ہیں کہ خواجہ ابوعبداللہ شبلی نے ان کو چار ماہ تک مہمان رکھا اور ان چاروں مہینوں میں ہر روز حلوہ اور دوسرا پر تکلف کھانا مہیا کرتے رہے جب روانہ ہونے لگے تو خواجہ شبلی سے کہا کہ اگر نیشاپور آؤ گے تو مہمانداری اور جوانمردی آپ کو سکھادوں گا۔ شبلی نے پوچھا کے اے ابوحفظ میں نے کیا کیا فرمایا آپ نے تکلف کیا اور مکلف جوانمرد نہیں ہوتا۔ آپ کی وفات ۲۶۵ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سیارۂ نیک اختر، قبلۂ خاصاں سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ اس قوم کے اکابرین اور راس طائفہ کے علماء سے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری کے شاگرد تھے اپنے خالو محمد بن سوار کی صحبت میں رہے جو جنید کے ہمعصر تھے اور جن کا انتقال جنید کے بیشتر ماہ محرم ۲۸۳ھ میں ہوا۔ ان کی عمر اسی سال تھی سہیل کہتے ہیں کہ تین سال میں رات تمام نماز پڑھتا رہا۔ اور اپنے حال پر غور کرتا رہا۔ ایک روز مجھ سے کہا کہ اے سہیل جاؤ اور سو جاؤ کہ تمہارا دل مشغول ہے اور ایک روز کہا کہ کچھ ایسے خالق کی یاد نہیں کرتے ہو میں نے کہ کس طرح یاد کروں فرمایا ہر شب اپنے سونے کے لباس میں تین بار اپنے دل میں اس طرح کہو کہ صرف زبان ہلتی رہے۔ اَللّٰہُ مَعِیْ وَاللّٰہُ ظَاہِرِیْ وَاللّٰہُ حَاضِرِیْ اللّٰہُ مَشَاہِدِیْ میں نے چند راتوں میں اس طرح کہا اور ان کو اطلاع دی اس کے بعد کہا کہ ہر شب کو سات بار کہو میں نے حسبہٗ چند راتوں میں اس پر عمل کیا اور انکو مطلع کیا اس کے بعد کہا کہ ہر شب کو گیارہ بار کہو چنانچہ میں نے گیارہ

بار پڑھنے لگا اور اپنے دل میں ایک حلاوت پائی۔ جب ایک سال گذر گیا تو فرمایا کہ تم کو میں نے جو سکھایا ہے اس پر مرنے تک مداومت کرو دنیا اور آخرت میں تمکو فائدہ ہوگا۔

کہتے ہیں کہ ان کے مریدوں میں ایک امرد جوان تھا۔ سہیل سے داڑھی رکھنے کی خواہش ظاہر کی شیخ نے فرمایا ہاتھ جہاں تک داڑھی رکھنا چاہتے ہو وہاں تک نیچے لیجاؤ جوان ہاتھ نیچے لے گیا تو جہاں تک لے گیا تھا وہاں تک اچھی خاصی داڑھی آگئی۔ بہرحال آپ کے خوارق بہت ہیں۔ جو حد تحریر سے باہر ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مشکوٰۃ ہشتم

ذکر شریف

سید ذوالمجد والسّعود، مظہر انوار سرّ وجود، کاشف رمز شاہد ومشہود سیدنا امام داؤد رضی اللہ عنہ

صاحب آوراد قادریہ کہتے ہیں آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے اور نام داؤد۔ آپ حسنی النسب اور جعفری المذہب تھے۔ وطن کوفہ تھا آپ کے والد محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون تھے۔ آپ اہل بیت عامّہ سبعہ کے آخری امام تھے۔ کہ آپ کے بعد اولاد امام حسن اور اجداد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے کسی نے امامت پر خروج نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب تحفۃ الابرار نے ان سات افراد کو لفظ ائمہ سبعہ سے یاد کیا اور صاحب روضۃ الشہداء نے خاتمہ کتاب میں آپ کو داؤد الامیر لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابنائے جون سے یہ پہلے شخص ہیں جو مکہ میں بادشاہ ہوئے تھے۔ آپ کے خوارق عادات اور کرامات بہت ہیں ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے انساب قادریہ میں ہے کہ آپ شرفاء بنی حسن علیہ السلام سے آخری امام ہیں۔ آپ کو ایک ہی لڑکا محمد ثانی تھا۔ آپ کی وفات ۲۳۰ھ میں بزمانۂ سلطنت مستنصر باللہ ۸ شعبان کو واقع ہوئی اور کوفہ میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف کنز خفی واقف سرّ خفی وجلی سید القوم خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام جعفر بن یونس تھا۔ سید الطائفہ ابو القاسم جنیدؒ کے مرید اور خلفاء کبار سے تھے۔ مالکی مذہب تھے۔ آپ کا اصلی وطن خراسان کا ایک موضع تھا اس لئے آپ کو طبقات سلمی میں خراسانی الاصل اور بغدادی المولد لکھا گیا ہے۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ آپ مصری ہیں۔ بغداد آئے۔ اور مجلس خیر الباج میں توکہا آپ کے والد خلیفہ کے حاجب الحجاب جنیدؒ کے شاگرد اور کبار صوفیہ سے تھے۔ چنانچہ سید الطائفہ فرماتے ہیں ہر قوم کا ایک تاج ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج ابوبکر شبلی ہے۔ یہ بھی فرمایا لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ الشِّبْلِیْ بِالْعَیْنِ الَّتِیْ تَنْظُرُ بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَاِنَّہٗ عَیْنٌ مِّنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ یعنی تم ابوبکر شبلی کی کی جانب اس نظر سے نہ دیکھو جس سے تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے ایک آنکھ ہیں۔

صاحب سفینہ کہتے ہیں کہ اوائل سلوک میں آپ کلمہ طیبہ پر مداومت کرتے تھے۔ آخر حال میں متصل اسم ذات کا ورد رکھنے لگے۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ طالب ہر نفس کو نفس آخر سمجھتا ہے اور نفس آخر میں بالاتفاق مشغولی بلفظ اللہ افضل ہے۔ بلفظ لا الٰہ الا اللہ سے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ بلفظ الا اللہ کے قبل ہی سانس بند ہو جائے۔ اور فرمایا کہ یہ طریقہ اختیار کرنا قرآن مجید کے مطابق ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی اے حبیب آپ صرف اللہ کہیئے اور انکو انکے لہو لعب کرنے میں چھوڑ دیجئے جوان نے کہا حسبی حسبی یعنی بس ہے بس ہے اس کے بعد اس نے نعرہ مارا اور جان دیدی۔

شبلی فرماتے ہیں ایک وقت میں نے عہد کیا تھا کہ بجز حلال کے کچھ نہ کھاؤں گا۔ بیابانوں میں گشت لگا رہا تھا۔ کہ ایک انجیر کا درخت نظر آیا۔ میں نے ہاتھ لانبا کیا تاکہ انجیر توڑوں اور کھاؤں آواز آئی کہ اپنے عہد کی پابندی کریں میں ایک بیوہ کی ملک ہوں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیز عجیب تر ہے فرمایا کہ وہ دل جو خدا کو پہچانتا ہو اور اس کا گنہ گار ہو۔

دینوری کہتے ہیں کہ بیماری میں خواجہ شبلیؒ نے فرمایا مجھے وضوء کراؤ میں نے وضوء کرایا اور داڑھی میں خلال کرنا بھول گیا۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی میں ڈالا اور پھر جان دی۔ ایک بزرگ نے یہ خبر سنی تو کہا سبحان اللہ کہ میں اس مرد کے بارے میں کیا کہوں جس سے آخر زمانہ حیات میں بھی آداب شریعت فوت نہ ہوئے بکیر کہتے ہیں کہ شبلی نے جمعہ کے روز اس بیماری میں جس میں وہ جنت میں داخل ہوگئے کہا کہ جامع مسجد جاؤں گا۔ میرے ہاتھ پر تکیہ

کرکے چلنے لگے۔ ایک شخص راستے میں ہمارے سامنے آیا۔ شبلی نے مجھے نام سے پکارا۔ میں نے کہا لبیک فرمایا کل مجھے اس سے کام ہے پھر ہم گئے نماز ادا کی اور گھر واپس ہوئے اسی شب میں آپ فوت ہوئے۔

لوگوں نے کہا کہ فلاں موضع میں ایک مرد صالح ہے جو مردوں کو غسل دیا کرتا ہے سحر کے وقت میں اس کے گھر پہونچا دروازہ کو آہستہ کھٹکھٹایا اور السلام علیکم کہا گھر کے اندر سے کہا شبلی مرگئے پھر باہر آیا میں نے دیکھا وہی شخص تھا جو مسجد کے راستے میں ملا تھا۔ میں نے تعجب سے کہا لا الٰہ الا اللہ کہا کس بات سے تعجب کرتے ہو میں نے کہا کہ تم کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ شبلی مرگئے کہا کہ اسی بات سے کہ شبلی جانتے تھے اور کہا تھا کہ آج مجھے اس سے کام ہے الغرض آپ کی وفات شب جمعہ ۲۷ ذی حجہ ۳۳۴ھ میں بزمانہ سلطنت ابوالقاسم فضل اللہ بن معتمد باللہ واقع ہوئی آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلہ معنوی وصوری، فارغ از فراق و مہجوری مقتدائے وقت خواجہ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے خرقہ ارادت خواجہ ہبیرۃ البصری سے پہنا صاحب ریاضات ومجاہدات ومقام رفیع تھے صاحب سیر الاولیاء کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے زمانۂ حیات میں کبھی دن میں کھایا نہ پیا جب سے پیدا ہوئے تو رات میں ماں کا دودھ پیتے اور جب صبح ہو جاتی تو رات ہونے تک منہ میں دودھ نہ لیتے روز ولادت سے وفات تک صائم الدہر رہے حق تعالیٰ نے ان کو دولت مادر زاد عطا کی تھی شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں کہ سلطان العارفین سے پوچھا گیا کہ اس راہ میں مرد کے لئے کیا بہتر ہے فرمایا دولت مادر زاد کہا اگر نہ ہو تو فرمایا دل دانا۔ پھر کہا اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا چشم بینا پھر پوچھے اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر فرمایا تن توانا، پوچھا گیا اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ مرگ مفاجات۔ صاحب مرآۃ الاسرار کہتے ہیں کہ خواجہ علو دینوری صاحب وجد وسماع تھے اپنے مشائخ کے اعراس کے دن وجد کرتے اور سماع سنتے۔ پوچھا گیا ایسا آپ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا روز عرس کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کو اس روز وصل دوست ہوا۔ اس لئے میں اپنے

پیروں کے وصل کی خوشی میں سماع سنتا ہوں۔ تاکہ ان کی توجہ سے میں بھی مقام وصل پر پہونچوں

آپ کی وفات ۱۴؍ محرم کو واقع ہوئی سن رحلت کہیں نظر نہ آئی لیکن آپ طبقہ ثانیہ سے تھے تذکرۃ الاصفیاء اور بعض شجرات چشتیہ میں مرقوم ہے کہ شیخ علو دینوری و ممشاد دینوری ایک ہیں لیکن نفحات اور بعض دوسری کتابوں سے اس طرح مفہوم نکلتا ہے کہ ممشاد دینوری کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ،

ذکر شریف

مقتدائے دار اخروی، عارف حقیقت پرھبری شیخ وقت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ اصلی وطن دینور تھا جو کوہستان مغرب کا ایک شہر ہے۔ بغداد میں آپ عراق کے بزرگوں سے ہیں اکثر مشائخوں کی صحبت پائی اصحاب سید الطائفہ میں اور اقران۔ خواجہ محمد رویم و ابوالحسن نوری سے ہیں آپ کے ارشادات کے منجملہ آپ کا یہ ارشاد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عارفوں کے سر میں آئینہ دیا ہے جو اس میں دیکھے گا اسے وجہ اللہ نظر آئے گا۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ مومن کے دل میں خدا کی جگہہ ہوتی ہے اس طائفہ کے نزدیک اس کو سر کہتے ہیں۔ جو اس تک پہونچتا ہے تو تفرقہ سے باز رہتا ہے اور سکون پاتا ہے۔ یہ بھی ان کا ارشاد ہے کہ چالیس سال سے بہشت اور اس میں جو کچھ ہے مجھپر پیش کی جا رہی ہے۔ لیکن میں ادھر آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ غیر خدا کی محبت اور اسکو دیکھنا خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی آپ کی قوت مدرکہ اس طرف مائل نہ ہوتی کہ غیر کی طرف نظر ڈالے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ۔ طَرِیْقُ الْحَقِّ بَعِیْدٌ وَالسَّیْرُ مَعَ الْحَقِّ شَدِیْدٌ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی راہ دور ہے لیکن وہ ہاتھ آتی ہے اور صبر کرنا خدائے تعالیٰ کے ساتھ و صحبت گذرانا اتنا سخت ہے مگر خدا اس کا مونس ہوتا ہے الغرض آپ کے کمالات حیطۂ تحریر سے خارج ہیں۔ آپ کی وفات ۲۹۹ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

صوفی عشق مقیم، تفسیر مشکوٰۃ احسن تقویم
پیر زمانہ خواجہ ابومحمد رویم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد احمد بن یزید بن رویم تھے آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کا اصل وطن بغداد ہے علمائے فقہیہ سے تھے اور مذہب داؤد طائی کے عالم تھے شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ ابومحمد رویم نے خود کو شاگرد جنید بنایا۔ اور شیخ فرید الدین عطار کہتے ہیں کہ وہ کبار مشائخ سے تھے۔ آپ کی امارت اور بزرگی پر سب متفق ہیں۔ ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں کہ میری آنکھ نے توحید بیان کرنے میں مثل محمد رویم کسی کو نہ دیکھا مذہب فقہیہ الفقہاء اور علم تفسیر میں آپ کا بلند مقام تھا۔ آپکی تصانیف کثیر ہیں۔ آپ عالم علم طریقت تھے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اخلاص یہ ہے کہ تیری روایت تیرے عمل سے مرتفع ہو جائے یعنی عمل کو از خود نہ کرے اور نہ جانے۔ خواجہ جنید بغدادی نے فرمایا میں فارغ مشغول ہوں اور ابومحمد رویم مشغول فارغ ہیں۔

سیر الاولیاء میں سلطان المشائخ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ فارغ مشغول وہ ہے جس کا ظاہر بحق مشغول ہو اور اس کا باطن خواطر مختلفہ سے فارغ ہو۔ کمالات خواجہ رویم کا اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

آپ کی وفات ۱۳ر شوال سنہ ۳۰۳ھ کو واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلہ نور گنجینۂ اسرار، فارغ از دوری، مجذوب حق، خواجہ ابوالحسن نوری، رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کا نام احمد بن محمود تھا آپ کے والد بغبور کے رہنے والے تھے

جو ہرات اور مرو کے درمیان ایک شہر تھا آپ کا منشاء و مولد بغداد ہے۔ یگانۂ وقت اور قدوۂ اہل تصوف تھے۔ مشائخ ان کو امیر القلوب کہتے تھے۔ خواجہ ابوالحسن سری سقطی کے مرید تھے محمد علی قصاب و احمد حواری کی صحبت پائی۔ ذوالنون مصری کو دیکھا تھا۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ وہ خواجہ جنید کے ہم عصر تھے شیخ فریدالدین عطار رعطار کہتے ہیں کہ آپ کو نوری اس لئے کہتے ہیں کہ اندھیری رات میں جب بات کرتے تو آپ کے منہ سے نور خارج ہوتا جس سے گھر روشن ہو جاتا۔ کہتے ہیں جب غلام خلیفہ وقت اس طائفہ کی دشمنی کے لئے اٹھا تو خلیفہ کے سامنے کہا کہ ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو رقص و سرور کرتی ہے۔ اور کفریات کہتی ہے اور سردابوں میں جاکر خفیہ باتیں کرتی ہیں۔ یہ زنادقہ سے قوی ہے۔ اگر امیر حکم دیں تو انہیں قتل کر دیا جائے تاکہ زنادقہ کا مذہب نیست و نابود ہو جائے۔ اس کے بعد خواجہ جنید، شبلی، ابوحمزہ، اور ابوبکر نوری کو حاضر کیا گیا۔ خلیفہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ جلاد نے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ نوری کود کر خود کو سامنے کر دیا۔ اور چونکہ ان کا مذہب ایثار تھا۔ خوشی کرتے اور ہنستے ہوئے فرمایا پہلے مجھے قتل کرو جلاد نے کہا اے جوان مرد ابھی تمہارا وقت نہیں ہے۔ نوری نے کہا میری طریقت کی بنیاد ایثار پر ہے۔ دنیاء کی عزیز ترین چیز زندگی ہے۔ میں اسکو ایثار کرنا چاہتا ہوں۔ لوگ متحیر ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ واقعہ خلیفہ سے کہنا چاہئے۔ جب حقیقت حال خلیفہ سے بیان کی گئی خلیفہ نے قاضی سے رجوع ہونے کا حکم دیا۔ قاضی آنے کے بعد اس سے صورتحال بیان کی گئی۔ قاضی حیران ہو گیا۔ نوری نے کہا اے قاضی تو نے سب کچھ پوچھا لیکن یہ نہ پوچھا کہ سب خدا کے بندے ہیں اسی سے ان کا قیام ہے اسی سے وہ زندہ ہیں اور یہ سب اسی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی سے پیتے ہیں اور اسی سے کھاتے ہیں۔ اسی سے لیتے ہیں اسی سے چلتے پھرتے ہیں اسی سے کہتے ہیں اسی سے سنتے ہیں۔ اسی سے رہتے ہیں۔ تو نے جو مسئلہ پوچھا اس کا اس کو علم ہے کہ نہیں۔ قاضی متحیر ہو گیا۔ اور خلیفہ کے پاس لکھ کر بھیجا کہ اگر یہ لوگ موحد نہیں ہیں تو میں فیصلہ دونگا کہ روئے زمین پر کوئی موحد نہیں ہے خلیفہ نے ان سب کو بلا بھیجا ان سے معذرت کی اور رخصت کیا۔

نوری یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے غیب میں ایک درخشاں نور دیکھا میں اس کو مسلسل دیکھتا رہا یہاں تک کہ میں سرتاپا نور ہو گیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے خدائے تعالیٰ سے استدعاء کی کہ مجھے دائمی حال دے۔ تو ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوالحسن تو ہمیشگی پر صبر نہ کر سکے گا لیکن تجھے میں نے دیا۔ خواجہ جنید ایک روز نوری کے آگے گئے وہ جنید

کے سامنے تعظیم سے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میری طاقت باقی نہ رہی تیس سال ہو گئے کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں وہ غائب ہو جاتا ہے میرے غیب میں حضور ہے ہر چند گریہ وزاری کرتا ہوں کہتا ہے کہ یا میں رہوں یا تو رہے۔ جنید نے کہا اس طرح ہونا چاہئے کہ اگر وہ تجھے لے جائے اور اگر آشکار ہو تو تو تو رہے گا۔ خود تنہا تنہا ہو جائیگا کہتے ہیں کہ ایک جماعت خواجہ جنید کے پاس آئی اور کہا کہ کئی رات اور دن گذر گئے کہ ابوالحسن نوری بس روتے رہتے ہیں۔ اللہ اللہ کہتے ہیں کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں البتہ وقت پر نماز پڑھتے ہیں۔ اصحاب کہتے ہیں وہ ہشیار ہے فانی نہیں ہے اس لئے کہ اوقات نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ یہ تکلف ہے نا کہ فنا۔ جنید نے کہا کہ تم جیسا کہتے ہو ویسا نہیں ہے۔ جب تنہا وجد میں ہوتے ہیں محفوظ ہوتے ہیں حق تعالیٰ ہر دم ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ پھر جنید ان کے پاس گئے اور کہا یا ابوالحسن اگر تم سمجھتے ہو کہ اس سے چیخ و پکار فائدہ دیگی تو میں بھی شروع کر دوں۔ اور اگر سمجھتے ہو کہ رضا و تسلیم ہی ہے تو تسلیم اختیار کر دو۔ تاکہ تمہارا دل فارغ ہو جائے اسی وقت وہ خروش سے رک گئے اور کہا کہ آپ ہی ہمارے بہترین معلم ہیں۔

ابوالحسن نوری کی وفات ۵۷۲ھ میں ہوئی۔ بقول امام یافعی ۲۸۶ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

یگانہ عالم شہادت، نشانہ تیر ملامت پیر ابرار

خواجہ ہمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو صالح ہے۔ آپ کو طبقہ اولیٰ میں لکھا جاتا ہے لیکن جنید کے ہمعصر تھے اس لئے آپ طبقہ ثانیہ میں آتے ہیں خواجہ ابو تراب نخشی کے مرید تھے۔ سفیان ثوری کے مسلک کے پیرو تھے۔ فقہ علم حدیث اور زہد و تقوے کے اعتبار سے کبار مشائخ سے تھے امام اہل ملامتیہ تھے طریق ملامت کو نیشاپور میں پھیلایا اور خلق کی ملامت میں مبتلاء ہوئے طریقت میں مجتہد اور صاحب مذہب تھے۔ جو طائفہ کہ آپ سے منسوب ان کو قصاریاں کہتے ہیں۔ صاحب کشف المحجوب مذہب متصوفہ کے دس اصحاب میں خواجہ ہمدون کو شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ ان کا ب معاملت میں طریق اظہار ملامت تھا اور ان کا حال کا کلام تھا خواجہ سہیل تستری پہلے شخص ہیں جو عراق میں قصار کے اصحاب سے یہ مسئلہ لے گئے اور ان کے حالات بیان کیے۔ خواجہ جنید بغدادی کہتے ہیں کہ اگر احمد مرسل علیہ السلام کے بعد پیغمبر ہونا روا ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نیشاپور میں ایک جوان جس کا نام نوح تھا میرے سامنے آیا۔ میں نے کہا اے نوح جوانمردی کیا ہے پوچھا کہ میری جوانمردی یا آپ کی جوانمردی۔ میں نے کہا دونوں۔ کہا میری جوانمردی یہ کہ قبا نکال دوں اور برقعہ پہن لوں۔ اور معاملت برقعہ پوشاں اختیار کروں۔ تاکہ صوفی رہوں خلق سے حیا کروں اور معصیت سے پرہیز کروں۔ اور آپ کی جوانمردی یہ ہے کہ آپ برقعہ نکال دیں تاکہ آپ پر خلق فریفتہ نہ ہو۔ میری جوانمردی حفظ شریعت بر اظہار ہے اور آپ کی جوانمردی حفظ حقیقت بر اسرار ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو یہ خیال کرے کہ اس کا نفس بہتر ہے تو گویا اس نے فرعون کے نفس کا تکبر ظاہر کیا۔

آپ کی وفات ۲۷۱ھ میں نیشاپور میں واقع ہوئی محلہ حیرہ میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ،

ذکر شریف

شیخ طریقت، پیر حقیقت، شمع مردان زکی
خواجہ عمر بن عثمان مکی، رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ بزرگان طریقت اور سامی قوم سے سادات سے تھے حقائق و معارف میں آپ کا نظیر نہ تھا۔ آپ کے ارشادات اور تصانیف بکثرت ہیں خواجہ ابوالقاسم جنید سے ارادت تھی اور آپ خواجہ حسین منصور حلاج کے مرشد تھے۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ حلاج کچھ لکھ رہے ہیں۔ پوچھا کیا لکھ رہے ہو جواب دیا کہ ایسی چیز لکھ رہا ہوں کہ اپنے قران سے مقابلہ کر دوں۔ عمر نے ان کو بد دعا دی جو کچھ منصور پر گذرا وہ عمر ابن عثمان مکی کے نفس کی وجہ سے ہوا کہتے ہیں کہ ایک روز عمر بن عثمان نے گنج نامہ کا ترجمہ لکھا اور مصلے کے نیچے رکھا اور خود طہارت کرنے کے لئے گئے۔ وہاں یاد آیا خادم سے کہا تاکہ وہ اوراق اٹھا لائے جب خادم آیا تو ان اوراق کو نہ پایا۔ شیخ نے واقعہ حل بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا وہ لیا اور چلا گیا۔

اور فرمایا کہ جو شخص لے گیا ہے وہ جلد گرفتار ہوگا۔ اور سولی پر چڑھایا جائے گا۔ اور جلا دیا جائے گا۔ اور اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی جائے گی۔ آپ کی وفات بغداد میں اور ایک قول کے لحاظ سے مکہ میں سنہ ۲۹۶ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سرمہ کش پردۂ غیبی، مشکوٰۃ زجاجی حلبی، فرد وقت
شیخ ابو تراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عسکری بن الحصین ہے۔ اکمل مشائخ خراسان سے تھے۔ علم فتوت و زہد و توکل میں نظیر نہ رکھتے تھے ابو حاتم عصری اصم کی صحبت پائی تھی۔ ابو عبداللہ جلو اور ابو عبید بصری کے استاد تھے۔ بطریق تجرید بہت سیاحت کی۔ آپ کے بہت اقوال ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے کہ کوئی چیز اسے پراگندہ نہ کرے اور ہمیشہ خیر ہی خیر ظاہر ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ عبادت سے کوئی چیز تیرے لئے غیر فائدہ بخش نہیں ہے۔ بجز اصلاح خواطر کے۔ یہ بھی فرمایا جب کسی کو حق تعالیٰ سے اعراض ہوتا ہے تو وہ اولیائے حق تعالیٰ کے بارے میں طعنہ زنی کرنے لگتا ہے۔ اور انکار بڑھنے لگتا ہے یہ بھی آپکا قول ہے کہ توکل وہ ہے کہ خود کو عبودیت میں مستغرق کرے اور دل کو خدا سے لگائے۔ اگر خدا عطا کرے تو شکر کرے اور اگر واپس لے لے تو صبر کرے۔ صاحب نفحات کہتے ہیں کہ ابو تراب ایک جنگل میں نماز میں تھے۔ باد سموم نے انکو جلا دیا ایک سال تک بیمار رہے اور ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے صاحب سفینہ لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات ۱۷ر جمادی الاول ۲۴۵ھ میں ہوئی۔ باد سموم سے واصل بحق ہوئے۔ جب ایک جماعت وہاں پہونچی تو انکو دیکھا کہ رو بقبلہ کھڑے ہوئے سوکھ گئے ہیں۔ اور عصا ہاتھ میں سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور درندوں سے محفوظ ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قدوۃ الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء شیخ وقت ابوذکریا بن یحیٰ علیہ الرحمۃ

وہ کبار مشائخ سے تھے اور مستجاب الدعوات تھے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ ذکریا ابدال سے ہیں آپ کی وفات ہرات میں بماہ رجب سنہ ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قدوہ راز پنہانی، زبدہ سرّ نہانی، شاہ وقت شاہ شجاع کرمانیؒ

آپ کی کنیت ابو الفارس ہے۔ اور وہ ابنائے ملوک سے تھے۔ ابو حفص حدادؒ کے مرید تھے۔ اور کئی مشائخ کی صحبت پائی تھی۔ مانند ابو تراب بخشی وغیرہ آپ کا ارشاد ہے کہ صبر کی تین علامات ہیں۔ ترک شکایت، صدق رضا،، قبول قضا بہ دلِ خوش۔ آپ کی وفات بغداد میں سنہ ۲۷۰ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

* * *

مشکوٰۃ نہم

ذکر شریف

نورچشم احمد مظہر سر صمدانی سیدنا سید محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب رسالۂ قادریہ اکیسویں رسالۂ اجدادیہ میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ ثانی کے فرزند کو امام محمد اور ان کے بیٹے کو داؤد اور ان کے بیٹے کو سید محمد ثانی بیان کرتے ہیں۔ لیکن صاحب نفائس الفنون کہتے ہیں کہ موسیٰ ثانی کو دو فرزند تھے۔ محمد اور ادریس۔ صاحب روضۃ الشہداء نے موسیٰ ثانی کے فرزند کو محمد کے نام سے اور ان کے فرزند کو داؤد کے نام سے اور انکے فرزند محمد ثانی کے نام سے لکھا ہے۔ بعض رسالہ میں موسیٰ ثانی کو سید داؤد کے نام سے ذکر کیا گیا ہے اور ان کے فرزند کو سید محمد لکھا گیا ہے۔

الحاصل محمد ثانی فرزند سید داؤد بن سید محمد اکبر بن موسیٰ ثانی ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ جعفری المذہب اور مدنی الوطن اور حسینی النسب تھے۔

صاحب خوارق تھے کہتے ہیں کہ مدینہ میں امساک باراں ہوا لوگوں نے آپ سے دعا کی استدعا کی۔ جب آپ نے دعا فرمائی تو حق تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ اور ایسی بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور آپ کی صورت کسی نے آپ کی رحلت تک نہ دیکھی۔ اسی خرق عادت کے ظاہر ہونے پر رو دیا کرتے۔ اور بہت کم کھانا کھاتے اور اور دوسروں کے گھر میں جا ٹھہرے۔

آپ کی وفات سنہ ۲۲۶ھ میں واقع ہوئی۔ سواد مدینہ میں آپ کا مزار ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قافلہ سالار عدنی قبلہ ابرار مدنی شیخ المشائخ

خواجہ عبد الواحد بن عزیز الیمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو الفضل تھی آپ کے والد کا نام عبد العزیز بن حرث بن اسد تھا۔ اس طائفہ کے بزرگوں سے تھے۔ اور خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی کے اکمل مرید تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۴۲۵ھ میں بماہ جمادی الآخر واقع ہوئی آپ کی قبر مقبرہ امام احمد حنبل میں ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عاشق شہباز سالک جانباز خواجہ ابو سعید جراز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام احمد بن عیسٰی اور لقب جراز، اور آپ کا اصلی وطن بغداد ہے طریقہ جراز آپ سے منسوب ہے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فناء وبقاء میں عبادت کی۔ بزرگان وقدمائے مشائخ سے تھے۔ علم توحید میں یگانۂ وقت تھے شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ پیغمبر ہونے کے قریب تھے۔ محمد بن منصور طوسی کے مرید اور مریدوں کی تربیت میں بے نظیر تھے۔ ذو النون مصری، سری سقطی، بشر حافی وغیرھم جیسے اکابرین کی صحبت پائی۔

آپ کا ارشاد ہے کہ علم وہ ہے جس سے تم ذی علم ہو جاؤ اور یقین وہ ہے کہ تمہارا درجہ بلند کر دے۔ آپ کی وفات ۲۸۶ میں اور بقول بعض ۲۸۵ یا ۲۸۷ میں واقع ہوئی۔ آپکی قبر مکہ میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

شاہ ازلی، قبلہ استمدادی شیخ وقت ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن ابراہیم ہے۔ بشر حافی سری سقطی، ابو تراب نخشبی کے ہم صحبت رہے۔ حارث محاسبی کے مرید تھے۔ ابو الحسن نوری، خیر النساج کے ہم عصر تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۲۸۹ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف حقانی عاشق ربانی، قبلہ وقت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصلی وطن نیشاپور ہے آپ اجل مشائخ سے ہیں۔ توکل میں یگانہ تھے۔ ابو تراب نخشبی شیخ ابو سعید خراز کے ہم صحبت تھے سید الطائفہ کے ہم عصر تھے۔ صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک بیابان میں ایک کنوئیں میں گر پڑے۔ جب دن گذرا تو ایک گروہ وہاں پہونچی آپ کو آواز دی شیخ نے یہ ٹھیک نہیں سمجھا کہ غیر حق سے مدد چاہوں اور شکایت کروں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔ اس گروہ نے کہا یہ کنواں راستہ کے درمیان ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس میں گر جائے اس کا منہ بند کر دیں گے۔ ابو حمزہ نے کہا کہ میرا نفس مضطرب اور نا امید ہو گیا جب وہ لوگ کنوئیں کا منہ بند کر کے چلے گئے میں نے خدائے تعالیٰ سے مناجات کی اور غیر حق سے ناامید ہو گیا۔ جب رات ہوئی تو کنوئیں کے سرے پر آواز سنائی دی جب دیکھا تو کسی نے کنوئیں کا منہ کھول دیا اور ایک جانور نے مثل اژدہا کے اپنی دم کنوئیں میں لٹکائی میں سمجھ گیا کہ خدائے تعالیٰ نے راہ نجات فراہم کی ہے۔ اور اس کی دم پکڑ لیا۔ اس اژدہے نے مجھے باہر کھینچ لیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابا حمزہ خوب نجات پائی تلف کنندہ نے تلف ہونے سے نجات دی۔ کہتے ہیں سید الطائفہ نے ابلیس کو دیکھا کہ برہنہ ایک شخص کی گردن پر کود رہا ہے فرمایا اے ملعون تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی۔ کہا کونسے لوگ؟ یہ تو لوگ نہیں ہیں لوگ وہ ہوتے ہیں جو مسجد میں مصروف عبادت ہیں۔ اور جنہوں نے میرے جگر کو جلا دیا ہے۔ جب سید الطائفہ مسجد گئے ابو حمزہ خراسانی ابو الحسن نوری، اور ابو بکر دقاق کو دیکھا مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔

آپ کی وفات سنہ ۲۹۰ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قبلہ آفاق، مظہر اشفاق، شیخ ابو بکر دقاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن عبد اللہ ہے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ سید الطائفہ سے فیض صحبت حاصل تھی۔ ابو الحسن نوری، ابو حمزہ خراسانی کے ہمعصر تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۹ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

واقف راز صمد، عارف سر احد خواجۂ وقت ابو یعقوب طلحہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عثمان حجری کے کامل مریدوں سے تھے۔ صاحب مقامات عالی تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۳۰۲ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عاشق شہبازی شاہ بے نیازی قدوۂ وقت یوسف بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو یعقوب تھی قدمائے مشائخ کبار سے تھے۔ ذوالنون مصری کے مرید تھے جو اسم اعظم جانتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مدت تک میں نے ان کی خدمت کی اور اس کی تعلیم کی درخواست کی تا آنکہ ایک روز ایک طبق سرپوش جو دستر خوان سے لپٹا ہوا تھا مجھے دیا اور کہا کہ میرے فلاں دوست کو پہونچا دو طبق اٹھا کر روانہ ہوا۔ راستہ میں دل میں گزرا کہ اس طبق میں کیا ہے ضبط نہ کر سکا جب طبق کھولا تو اس میں موسیجی تھی میں نے کہا کہ ذوالنون نے مجھ سے مذاق کیا اور خفگی سے واپس ہوا۔ جب ذوالنون نے مجھے دیکھا تو کہا کہ تم موسیجی کی امانت کا بار نہ اٹھا سکے۔ تو بتاؤ اسم اعظم کے کس طرح امین بن سکو گے۔ آپ کی وفات سنہ ۳۰۳ھ یا سنہ ۳۰۴ھ میں ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عارف ہستی، مالک عشق مستی خواجہ وقت ابو العباس بستی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبداللہ بن محمد بن نافع بن مکرم ہے۔ بست کے رہنے والے تھے۔ تاریخ ابن کثیر

میں مذکور ہے کہ ابو العباس نے ستر سال تک پہلو زمین پر نہ رکھا۔ اور دیوار یا ستون کا ٹیکہ لگ لیا۔ اور ننگے پاؤں نیشاپور سے حرمین شریفین تک گئے ایک زمانے تک بیت المقدس میں مقیم رہے آپ کی وفات بماہ رمضان اور دوسرے قول کے لحاظ سے بماہ محرم ۳۰۴ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

اکمل کمل، افتر سھل خواجہ وقت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے بلخ وطن تھا۔ شیخ احمد خضرویہ کے مرید تھے۔ متعصب لوگوں نے آپکو بے گناہ بلخ سے باہر کر دیا۔ آپ باہر نکل گئے اور شہر سے اظہار نفرت کیا۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس کے بعد بلخ سے کوئی صوفی نہیں نکلا۔ آپ نے فرمایا ہے جس میں مرید کی نظر دنیا طلبی پر ہو وہ اس کے عدم صدق کی نشانی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں زہد ترک دنیا ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایثار سے کام لو اور اگر ہو سکے تو اس کو ذلیل رکھو۔ آپ کی وفات ۲۹۲ھ میں ہوئی۔ سمرقند میں قبر ہے۔

* * *

مشکوٰۃ دھم

ذکر شریف

سید بطحیٰ وطنی، معدن انوار مدنی قبلہ سادات
سید ناسید یحیٰ زاہد الحسینی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوالنجم ہے۔ نام یحیٰ الزاہد محمد بن داؤد بلخ ہے۔ صاحب نسب قادریہ کہتے ہیں کہ آپ حسینی النسب، حنفی المذہب اور کوفی الوطن تھے۔ آپ کے خوارق عالیہ اور کرامات جلیلہ ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے علو مرتبت پر اہل کوفہ متفق ہیں۔ بعض عرب اور عراق کے لوگوں نے سید حسنی کو شریف العلوی کہا ہے چنانچہ صاحب نفحات نے چند سادات حسینی کو شریف علوی کے لقب سے یاد کیا ہے۔ آپ صاحب تصرفات باہرہ اور عالم متبحر و فقیہہ و محدث وقت و شاگرد شیخ عمر ابن عثمان مکی تھے۔ آپ کی وفات ۴۳۲ھ میں بتاریخ ۱۸ ربیع الاول واقع ہوئی۔ قبر کوفہ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مقتدائے ارباب فردوسی، رہنمائے اصحاب عالم قدوسی
شیخ وقت خواجہ ابوالفرح یوسف طرطوسی۔ رحمۃ اللہ علیہ

صاحب سفینہ لکھتے ہیں کہ آپ کا اصل وطن طرطوس ہے۔ خواجہ عبدالواحد بن عزیز الیمنی کے کے مرید و خلیفہ کامل تھے۔ قدوۃ اولیائے زمان، و زبدۂ مشائخ جہاں، صاحب مقامات رفیع و کرامات ارجمند تھے۔ آپ کے کمالات اور خوارق عادات بہت ہیں جو ضبط تحریر میں نہیں آسکتے۔ آپ کی وفات ۲۲۵ھ ماہ جمادی الثانی میں واقع ہوئی۔ آپ کی قبر بغداد میں متصل مقبرہ احمد حنبل ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

شیخ المشائخ بالاتفاق، قطب الاقطاب بالاستحقاق مقتدائے
ارباب بہشتی خواجہ وقت ابواسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے خرقہ ارادت خواجہ علو دینوری سے پہنا لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ آپ بیعت کے ارادے سے ملک شام سے بغداد پہنچے۔ اور وہاں خواجہ علو دینوری کے مرید ہوئے۔ خواجہ نے دریافت کیا تمہارا کیا نام ہے۔ جواب دیا ابواسحاق ثانی۔ خواجہ نے کہا کہ آج سے آپکو ابو اسحق چشتی پکارا جائے گا کہ چشت کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے۔ اور جو تمہارے سلسلہ ارادت میں داخل ہوگا اسکو بھی چشتی کہا جائے گا پس ان کی تربیت کے بعد چشت کو روانہ کر دیا۔ اسی روز سے خانوادۂ چشتیہ وجود میں آیا۔ سرحلقۂ چشتیاں پانچ تن تھے۔ آگے ذکر ہوگا کہ پانچوں چشت میں مدفون ہیں۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ چشت خراسان کا [illegible] کا ایک شہر فرات کے کنارے ہے اور اس نام کا ہندوستان میں بھی ایک قریہ ہے لیکن یہ چشت خراسان کے رہنے والے تھے اور یہ طائفہ جامع سکر و صحو ہے۔ بخلاف طیفوریاں و جنیدیاں، بعض جنیدیاں صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور طیفوریاں سکر کو صحو پر ترجیح دیتے ہیں۔ حسین منصور کہتے ہیں کہ صحو اور سکر دو صفات سے مجرد نہ ہو دونوں صفات کا جامع نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں صفات سنت خاص علیہ السلام ہیں کہ ہمیشہ حالت صحو میں اور کبھی حالت سکر میں رہتے تھے۔ اور جب سکر کا غلبہ ہوتا تو لی مع اللہ وقت فرماتے اور جب صحو کی حالت میں آتے ما عرفناک حق معرفتک فرماتے الخ۔ آپ جامع ہر دو صفات تھے۔ ایک گروہ ایسا ہے جو آنحضرت کے قدم بقدم چلتا ہے جیسے کہ قادری ہیں۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو طریقہ ملامتیہ میں احمد چشتی سے قوی تر نہ دیکھا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی شخص کو دیدار و فراست میں یعنی مرتبہ مشاہدہ اور کشف ذات مطلق میں مثل احمد چشتی نہ دیکھا۔ صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ طریقہ ملامتیہ کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے ملامت خلق سے خلوص و محبت کی تاثیر پوری طرح ظاہر ہو گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت علیہ السلام جب تک وحی سے پیوستہ نہ ہوئے تو سب کے نزدیک نیک نام رہے جب تاج سروری اور خلعت وحی پہنائی گئی خلق نے آپ پر زبان ملامت دراز کی۔ ایک گروہ نے بتایا کہ آپ کاہن ہیں۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ آپ مجنون ہے۔ ایک گروہ نے کاذب کہا۔ اس طرح خدائے تعالیٰ نے مومن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ملامت کرنے والوں سے نہ ڈریں۔ وَ لَا تخافونَ لومة لائم — خدائے تعالیٰ نے یہی قسمت کی ہے کہ مقبول حق مہجور خلق ہوتا ہے۔ اور مقبول خلق مہجور حق ہوتا ہے۔

سیر الاولیاء میں ہے کہ خواجہ ابو اسحٰق چشتی انتہائی سرحال میں مکاشفات میں کوشش فرماتے تھے اور اگر صورتاً صحو کا پیرایہ اختیار کرتے تھے تو عوام آپ کے کمالات سے مطلع نہ ہوتے۔ اور یہ مقام صوفیوں کے نزدیک بہت بلند ہوتا ہے۔ آپ کی قبر عکہ میں ہے۔ آپ کی وفات ۱۴ ربیع الثانی کو ہوئی سنہ معلوم نہ ہو سکا لیکن آپ طبقہ ثانیہ سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

غرق دریائے مواج وحدت، صاحب عشق و معراج
خواجہ حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے تھے۔ کنیت ابو المغیث تھی۔ منفیہ وطن تھا جو بلاد فارس میں ایک شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حلاج نہ تھے۔ لیکن آپ کو حلاج اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک روز حلاج کی دوکان پر تھے اس کو کسی کام پر بھیج دیا اور کہا کہ میں تیرا کام کر دونگا پس انگلی سے اشارہ کیا روئی کا دانہ دانہ علیحدہ ہو گیا۔ اسی کرامت کی وجہ سے آپ کو حلاج کہا جانے لگا۔ خواجہ عمر بن عثمان کے مرید تھے۔ جو سید الطائفہ کے مرید تھے۔ مراۃ الاسرار میں ہے کہ شیخ فرید الدین عطار بحیب روحانیہ اویسیہ منصور حلاج کے مرید تھے۔ حقائق و معانی میں کامل ذوق رکھتے

مشائخ ان کے صحت حال کے مقر تھے۔ بعض نے ان کو کفر سے منسوب کیا بعض نے آپ کو صاحب حلول کہا اور بعض نے آپکو زندیق بنا دیا۔ لیکن ہر کسی کو جو توحید کا مقر ہو ہرگز اسکو اس طرح نہیں کہا جا سکتا۔ آپ موحد حقیقی تھے منصور کی زوجہ نے ان کی تقلید میں بلخ میں سر اٹھایا۔ اس کو بھی قتل کر دیا گیا اس کا مذہب حلول تھا۔ شیخ عطار فرماتے ہیں کہ عجب لوگ تھے جو درخت سے ندائے انی انا اللہ نکلنے تو اس کو رکھتے تھے۔ عمرو زید کی زبان سے نکلی ہوئی کو تو قبول کرتے تھے اور حسین منصور کی زبان سے نکلی ہوئی بات پر جو خود درمیان میں نہ تھے انکو دار پر کھینچ دیا۔ منصور نے اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد کا عزم کیا۔ اٹھارہ سال خواجہ عمر ابن عثمان مکی کی صحبت میں رہے۔ اسرار توحید میں منصور نے کچھ کہا تھا اس کی وجہ سے عمر ابن عثمان ناراض ہوئے اور ان اسرار کو فاش کر دیا جیسا کہ خواجہ عمر مکی کے ذکر میں گذرا۔ پس آپ وہاں سے بغداد آئے۔ سید الطائفہ نے آپ کو سلوک کی تعلیم دی۔ چند روز کے بعد حجاز کا قصد کیا۔ ایک سال وہاں مجاور رہے۔ پھر صوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد آئے اور سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ کہا حق ہے۔ جنید نے کہا تو حق نہیں بلکہ محق ہے۔ اور فرمایا عنقریب تم تین لکڑی کی شاخوں کو سرخ کرو گے یعنی دار پر چڑھا دیا جائے گا۔ حسین نے کہا اس روز جبکہ میں ان تین لکڑیوں کو سرخ کروں آپ اس وقت اہل تصوف سے باہر آئیں گے۔ اور لباس اہل ظاہر پہنیں گے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ جب منصور کو قتل کرنے کے لئے محضر پیش ہوا تو خلیفہ نے کہا کہ اس پر جنید کی تجویز ہونی چاہیئے۔ پس سید الطائفہ صوفیوں کی مجلس سے نکلے عابد کا لباس پہنے مدرسہ گئے اور فتوٰی لکھا اور سب نے منصور کے قتل پر اتفاق کیا۔ اس لئے کہ منصور نے انا الحق کہا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ ھُوَ الحق کہو کہا ہاں ہمہ اوست، جنید سے ان اصحاب نے کہا یہ سخن سازی اور تاویل ہے۔ فرمایا بلکہ اس سے زائد ہے۔ الغرض علماء نے نہ چھوڑا اور خلیفہ نے ا [illegible] منصور کو قید کر دیا۔ ایک سال تک لوگ منصور کے پاس جاتے اور اس راستہ کے مسائل پوچھتے۔ اس کے بعد خلیفہ نے منع کر دیا۔ کہ کوئی نہ جائے۔ پچاس روز تک کوئی نہیں گیا کہتے ہیں کہ پہلی رات کو جب ان کو قید خانوں میں بند کیا گیا تو ان کو محبس میں لوگوں نے نہ دیکھا اور دوسرے روز نہ یہ نظر آئے نہ زندان۔ تیسری رات [illegible] میں انکو زندان میں دیکھا گیا۔

پوچھا گیا کہ پہلی رات کو تم کہاں تھے۔ دوسری رات کہاں تھے اور تمہارا زندان کہاں تھا۔ اپنے دونوں ظاہر ہوئے پہلی رات کو میں حق کی خدمت میں تھا اس لئے مجھے تم نہ دیکھا دوسری رات کو حق یہاں تھی۔ اس لئے میں اور زندان دونوں غائب تھے تیسری رات کو مجھے بھیج دیا گیا کہ حفظ شریعت اور اپنا کام کرو کہتے ہیں کہ قید خانے میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کہتے

کہتے ہیں کہ میں حق ہوں پھر یہ نماز آپ کیوں پڑھتے ہیں۔ کہا بغیر بازو کے حق تک پرواز کیسے ممکن ہے۔ کہتے ہیں کہ قید خانہ میں تین سو اشخاص تھے ان سے کہا کہ میں تمکو رہا کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر خود کو کیوں قید سے رہا نہیں کرتے۔ کہا ہم اپنے قید و بند میں ہیں۔ تمام بندوں کو ایک اشارہ سے رہائی دے سکتے ہیں۔ پھر آپ نے اشارہ کیا اور ان سب کو چھوڑ دیا گیا۔ اور آپ کو سولی پر کھینچنے کے لئے لے گئے۔ ایک لاکھ آدمی اطراف جمع ہو گئے۔ ایک درویش نے جو ان اشخاص میں تھا پوچھا کہ عشق کیا ہے؟ کہا اسکو آج نہیں کل اور پرسوں دیکھو گے۔ چنانچہ اس روز آپ کو دار پر چڑھا دیا گیا۔ دوسرے روز جلا دیا گیا۔ اور تیسرے روز آپ کی راکھ ہوا میں اڑا دی گئی۔ جب آپکو دار پر چڑھایا دیا گیا ہر شخص نے آپ پر پتھر پھینکا۔ شبلی نے بھی ان کی موافقت میں پھینکا۔ منصور نے آہ کی۔ شبلی نے کہا جب ان سب نے پتھر پھینکا تو اس وقت کیوں آہ نہ کی۔ کہا یہ لوگ معذور ہیں اس کے بعد ان کے سر اور ہاتھوں کو جدا کر دیا گیا تو منصور نے قہقہہ مارا پھر ان کے پاؤں کو جدا کر دیا گیا تو تبسم کیا اور اپنا خون اپنے منہ پر ملا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے کہا کہ مجھ سے بہت خون نکلا میں نے اس کو منہ پر اس لئے مل لیا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ خوف کی وجہ سے میرے چہرے کا رنگ متغیر ہے پھر لوگوں نے پوچھا کہ اپنی کلائیوں کو کس لئے آپ نے خون میں آلودہ کر لیا۔ کہا کہ وضوء کر رہا ہوں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس قسم کا وضوء کر رہے ہو کہا رَکْعَتَیْنِ فِی الْعِشْقِ لَا یَصِحُّ وُضُوْهُمَا اِلَّا بِالدَّمِ یعنی عشق میں دو رکعات ہیں کہ جن کا وضوء بجز خون سے کرنے کے درست نہیں۔ پھر آپ کی آنکھیں نکال دیں اور چاہتے تھے کہ آپ کی زبان بھی کاٹ ڈالیں۔ کہا صبر کرو تاکہ میں بات کر لوں اور آسمان کی طرف رخ کر کے کہا کہ الٰہی تیرے لئے یہ مجھے جو ایذا دے رہے ہیں انکو محروم اور اسی دولت سے بے نصیب نہ کر اس کے بعد زبان کاٹ دی گئی۔ آپ نے مسکراتے ہوئے بمشاہدۂ حق جان تسلیم کی۔ خلق میں ایک حشر برپا ہو گیا بعض رونے لگے اور بعضوں نے سنگباری کی۔ آپ کا جب ہر عضو کاٹا گیا اور جو قطرہ خون گرا تو نقش انا الحق اس سے ظاہر ہوا۔ دوسرے روز آپ کو جلا کر راکھ ہوا میں بکھیر دی گئی اس وقت بھی انا الحق کی آواز آرہی تھی۔ حسین منصور نے ایک خادم سے کہا تھا کہ جب میری خاک دریائے دجلہ میں ڈالی جائے گی تو دجلہ جوش میں آئے گا۔ اور اس سے آواز انا الحق سنائی دیگی اور بغداد ڈوبنے کے قریب ہو جائے گا۔ تم میرے خرقہ کو لیجا کر پانی پر ڈال دینا تاکہ جوش تھم جائے۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ اور دجلہ کا تلاطم فرد ہو گیا شبلی کہتے ہیں کہ اس

رات کو میں ان کی تربت پر گیا اور صبح تک نماز پڑھی سحر کے وقت مناجات کی الٰہی یہ تیرا بندہ مومن موحد تھا تو نے اس کو بلا میں کیوں مبتلا کیا۔ آواز آئی کہ میں نے یہ اس لئے کیا کہ میرا راز اس نے غیروں پر ظاہر کر دیا۔ شبلی یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے حسین منصور کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا اور جن لوگوں نے تم کو دار پر کھینچا ان کا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ خدا نے دونوں پر رحم فرمایا۔ میرے حال سے تو وہ واقف تھا اور جن لوگوں نے مجھ سے عداوت کی وہ بھی حق تعالیٰ کے لئے کی اس لئے ان پر بھی رحم فرمایا۔

خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں منصور کے قتل کا سبب یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حسین منصور کے دل میں یہ بات گزری کہ آنحضرت علیہ السلام نے شب معراج میں صرف مومنوں کے لئے درخواست کی سب کے لئے درخواست نہ کی اور کیوں نہ کہا کہ الٰہی سب کو بخش دے اسی وقت آنحضرت علیہ السلام متمثل و متجسد ہو کر در اقدس سے باہر نکلے اور فرمایا۔ میں جو چاہتا ہوں خدا کے حکم سے چاہتا ہوں میرا دل اس کا فرمان خانہ ہے۔ اس کے ارادہ کے ماسوا سے وہ پاک و منزہ ہے اگر وہ فرماتا کہ سب کے لئے مغفرت چاہو تو میں سب کے لئے مغفرت چاہتا "۔ پھر منصور نے اپنے سر سے دستار اٹھائی اور عذر خواہی کے لئے آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو گئے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ دستار کے ساتھ سر بھی چاہیئے۔ تاکہ میں راضی ہوں۔ پس ان کے سر دینے کا یہ بہانا ہو گیا۔ اور ہوا بھی ایسا کہ انہوں نے برسر دار کہا کہ میں جانتا ہوں یہ حکم کہاں سے ہے ان کی طلب سے میں رد گردانی نہیں کرونگا۔

شیخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ خواجہ منصور کو بزمانہ سلطنت ابو العباس احمد جن کا لقب معتضد باللہ تھا سولی پر چڑھایا گیا اور صاحب منتخب التواریخ لکھتے ہیں کہ بزمانہ ابو الفضل جعفر بن معتصم مذکور بماہ ذی حجہ ۳۰۱ھ میں دار پر کھینچا گیا بعض نے ماہ ذی قعدہ ۳۰۹ھ میں انکی شہادت بیان کی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

فارغ از عیوب بشری۔ ابن شیخ النوری، خواجہ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولادِ ابو موسیٰ اشعری سے تھے۔ ملا حسام حاشیہ شرح عقائد میں لکھتے ہیں آپ پہلے شخص ہیں جو اپنے اصحاب کے ساتھ مذہب اعتدال سے باہر ہو کر نصوص کی جو معمول صحابہ ہیں پیروی اختیار کی۔ اور اہل سنت والجماعت سے موسوم ہوئے اس کے بعد شیخ ابو منصور ماتریدی اپنے متبعین کے ساتھ اہل سنت والجماعت کہلائے۔ اکثر اشاعرہ اصحاب حدیث سے تھے۔ اور ماتریدیہ اصحاب قیاس سے تھے۔ لیکن صوفیہ کا دار و مدار نصوص پر ہے۔

حاصل کلام مقتدائے حضرت استاذی فرماتے ہیں کہ سنت والجماعت دو ہیں اول ابو الحسن اشعری، دوسرے ابو منصور ماتریدی۔ شافعیہ مسائل فقہیہ میں امام شافعی کے تابع اور ابو الحسن اشعری کے پیرو ہیں۔ حنفیہ مسائل میں تابع امام اعظم اور عقائد میں تابع ابو منصور ماتریدی ہیں۔ ہر دو عقائد میں متفق ہیں کہ وجود باری زائد بر ذات ہے لیکن صوفیائے محققین متفق ہیں کہ وجود عین ذات ہے اور حکماء فلاسفہ بھی دو ہیں۔ اشراقیین اور مشائیین، اشراقیین کے نزدیک وجود عین ذات ہے اور مشائیین کے نزدیک زائد علی الذات ہے۔ یعنی وجود کے متعلق ظاہر عقائد میں محققین و اشراقیین متفق ہیں اور علمائے ظواہر اور حکماء مشائیین سے مسئلہ وجود میں متفق ہیں۔ الغرض ابو الحسن اشعری قدمائے مشائخ سے تھے۔ آپ کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عارف رموز ابد واقف سر احد خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نفحات کہتے ہیں کہ حسین منصور کو ایک لڑکا تھا خواجہ احمد بن حسین منصور حلاج۔ احمد بن حسین کہتے ہیں کہ ان کی آخری شب میں اپنے باپ سے کہا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے فرمایا۔ اپنے نفس کو شغل میں ڈالو قبل ازیں کہ تم کو شغل میں ڈالا جائے۔ میں نے کہا کہ اے باپ کچھ زیادہ فرمائے تو کہا جس وقت کہ عالم تیری خدمت میں کوشش کرنے تو ایسی چیز میں کوشش کر کہ اس کا ذرہ بھی عمل ثقلین سے بہتر ہو۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

گوہر بحر صفا ملک اقتدا امام المشائخ خواجہ ابو العباس ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ ثانیہ سے تھے آپ کا نام احمد بن محمد بن سہیل بن عطار ہے۔ اصل وطن بغداد ہے سلطان اہل تحقیق و برہان ارباب توحید فرماتے تھے۔ کہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے مریدان کبار سے تھے۔ کہتے ہیں ان کے دس فرزند تھے۔ جو تمام صاحب حال تھے۔ ایک دفعہ ایک سفر میں اپنے باپ کے ساتھ روانہ ہوئے راستہ میں چور حملہ آور ہوئے اور ایک لڑکے کی گردن ماردی۔ اس نے کچھ نہ کہا۔ جس لڑکے کو قتل کرتے وہ رخ اپنے باپ کی جانب کرتا اور ہنسنے لگتا۔ سبحان اللہ عجب مقام رضاء و تسلیم تھا۔ شیخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ ابن عطار کو بعض نے زندقہ سے منسوب کیا تھا۔ علی ابن عیسیٰ نے جو خلیفہ کا وزیر تھا ان کو بزمانہ سلطنت قاہر باللہ برادر معتضد باللہ میں ۳۰۹ھ میں قتل دیا۔ بعض نے ۳۱۱ھ لکھا ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

کعبہ اصحاب قدوسی، قبلہ ارباب نظری شیخ وقت

خواجہ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں آپ بھی طبقہ ثانیہ سے تھے آپ کا نام احمد بن حسین بن محمد اور ایک قول کے لحاظ سے عبد اللہ بن یحییٰ ہے۔ یگانۂ وقت اور برگزیدہ زماں تھے۔ سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے اصحاب سے تھے۔ خواجہ کے بعد آپ کو سید الطائفہ کی جگہ بٹھایا گیا جنید نے خود مریدوں سے فرمایا تھا کہ یہ میرا جانشین ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ یہ جنگ میں شہید ہوئے۔ جب مقتل میں گرے تو ایک درویش نے کہا یا شیخ دعا کیجیے تاکہ خدائے تعالیٰ اس بلا کو ٹال دے۔ شیخ نے کہا اے بھائی یہ دعا کا وقت ہے۔ یعنی وقت تسلیم و رضا ہے دعا نزول بلا سے قبل ہونی چاہیئے۔ آپ کی وفات ۳۱۲ھ میں ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عالم ربانی، مقید لامکانی، مقتدائے باطنی و ظاہری

خواجہ عبد اللہ بن طاہر الابہری رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں آپ طبقہ رابعہ سے تھے خواجہ ابوبکر شبلی کے ہمعصر تھے کبا مشائخ سے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حقیقت کیا ہے فرمایا وہ تمام علم ہے پھر پوچھا گیا کہ علم کیا ہے آپ نے کہا کہ وہ حقیقت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بہت سے نزدیک لوگ صورتاً نزدیک ہوتے ہیں محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور حوران بہشتی بھی ان کے اعتبار سے صورتاً نزدیک ہوتی ہیں۔ اور محبت کرتی ہیں لیکن جو دور ہیں ان کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نزدیک بھی ہوتے ہیں۔ بے واسطہ وفرق وہ سچے محب ہوتے ہیں۔ اگرچہ منافق ہوں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ جو حرم سے دور ہے لیکن جو اس کے لئے بےچین و مضطر ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جس کے دل میں حرم کی محبت نہیں۔ اور وہ حرم سے نزدیک ہے۔ اگرچہ ظاہر میں دور ہے الغرض ان کے کمالات عالی و صدقا بہت ہیں۔ ان کی وفات ۳۳۰ھ میں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف ربانی قبلہ روحانی خواجہ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ رابعہ سے تھے۔ آپ کا نام محمد بن علی بن جعفر الصادق الکتانی تھا۔ کہتے ہیں وشیخ مکہ صاحب علوم کامل اور محقق اکمل تھے۔ اصحاب سید الطائفہ ابو القاسم جنید و ابو الحسن نوری، اور ابو سعید خراز سے ہم صحبت رہے۔ آپ کو چراغ حرم کہتے تھے۔ آپ مکہ شریف میں مجاور رہے۔ شیخ فرید الدین عطار کہتے ہیں اکثر شب میں حرم میں زیر ناودان بیٹھا کرتے تھے شب و روز میں ایک دفعہ طہارت تازہ کرتے تھے۔ اور اس مدت میں سویا نہ کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کیسے اس درجہ پہ پہونچے۔ فرمایا کہ میں نے چالیس سال تک دل کی دیدبانی کی۔ الغرض

دل سے نکال دیا۔ یہاں تک کہ دل ایسا ہو گیا کہ بجز حق تعالیٰ کی تقدیس کے اس میں کوئی چیز باقی نہ رہی۔ آپ کی وفات ۳۲۲ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

پیشوائے ارباب دلائل مقتدائے اصحاب مناهل
خواجہ عبد اللہ بن محمد منازل رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی طبقہ رابعہ سے تھے۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ بزرگان و مشائخین نیشاپور سے تھے یگانۂ روزگار و امام ملامتیان تھے خواجہ ہمدان قصار کے مرید تھے۔ صاحب علوم ظاہر و باطن تھے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ مشائخ میں مرد اور نیم مرد کو پہچانتا ہوں۔

یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس معاملہ میں زور دکھاتا ہے تو اس کی فضیحتی ہوتی ہے اور جو شخص بہ ضعف آتا ہے۔ وہ قوی ہو جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا اگر بندہ کا تمام عمر میں ایک سانس درست ہو جائے جو ریا اور شرک سے مبرا ہو تو اس نفس کے برکات آخری عمر میں سرایت کرتے ہیں شیخ فریدالدین عطار کہتے ہیں کہ ابو علی شفیق باللہ شازلی نے کہا کہ موت بھی اختیاری ہوتی ہے عبداللہ نے ہاتھ بائیں کر کے سر اس پر رکھا اور کہا کہ مر گیا نیشاپور میں انکو دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مقرب بارگاہ حضرت باری، گلبستان بہاری، مقتدائے وقت خواجہ ابو علی زودباری رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ رابعہ سے تھے آپ کا نام احمد بن محمد بن منصور تھا۔ سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے بڑے اصحاب سے تھے۔ ابو الحسن نوری، ابو حمزہ، ابن جلد کی صحبت پائی تھی۔ سلسلہ نقش بندیہ رلیسویہ آپ کے واسطے خواجہ جنید تک پہونچتا ہے۔ شیخ ابو علی کاتب کہتے

بلکہ جامع شریعت وحقیقت رودباری سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ اور جب آپ کا نام لیتے تو کہتے سیدنا۔ ان کے شاگردوں کو اس سے رشک ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہے کہ آپ انہیں سید کہتے ہیں۔ فرمایا وہ شریعت سے حقیقت تک جا پہونچے۔ اور ہم حقیقت سے شریعت تک آتے ہیں۔ آپ کی وفات بزمانہ ابوالعباس محمد بن مقتدر باللہ ۳۲۱ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قطب آفاق، محسن اخلاق، خواجہ ابوالحسن وراق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن سعد تھا۔ نیشاپور کے کبار مشائخ سے تھے۔ اور ان کے قدماء سے تھے۔ ابو عثمان حیری کے مرید تھے۔ عالم تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عفو میں یہ کرم ہے۔ کہ اپنے ساتھی کے گناہ کو معاف کرنے کے بعد اسکو یاد نہ کرے آپکی وفات ۳۱۶ھ کو ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سر حلقۂ عشاق را تاج، معنیٔ عشق را معراج، خواجۂ وقت خیر النساج۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو الحسن ہے، اور نام محمد بن اسماعیل ہے، آپ کا اصل وطن سامرہ ہے۔ اور آپ کا مسکن بغداد ہے۔ خواجہ ابوالحسن سری سقطی کے مرید تھے۔ نساجی کی وجہ نفحات میں مذکور ہے کہتے ہیں شام کی نماز کا وقت تھا کہ ملک الموت آئے۔ شیخ نے بالیں سے سر اٹھایا اور کہا عافاک اللہ توقف کرو کہ تم سے کہا گیا ہے کہ میری جان لےلو اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت ہو نماز پڑھ لو۔ جو تم سے کہا گیا ہے وہ بات رد ہو گی اور جو مجھ سے کہا گیا ہے وہ فوت ہو جائے گی۔ پس طہارت کی اور نماز پڑھی۔ اور پھر جان سپرد کی۔ آپ کی وفات سنہ ۳۲۲ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

رہبر راستی شاہ آراستی، ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن موسیٰ ہے۔ سید الطائفہ کے قدمائے اصحاب سے تھے علم ظاہر و باطن میں امام توحید اور صاحب مقامات وکرامات تھے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ خراسان میں کسی زبان سے توحید کا بیان ایسا سنا نہیں گیا جیسا کہ واسطی کی زبان سے سنا گیا۔ آپ کی وفات مرو میں سنہ ۲۲۰ھ میں واقع ہوئی آپ کی قبر بھی مرو میں ہے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

سر حلقۂ عشاق، محب علی الاطلاق خواجہ ابوبکر وراق، رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن عمر الحکیم تھا۔ آپ کا اصل وطن ترمذ ہے، لیکن بلخ میں رہتے ہیں۔ محمد علی بن الحکیم ترمذی کے مرید تھے۔ احمد خضرویہ کے ہم صحبت تھے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔ توریت، انجیل، زبور، اور دوسری آسمانی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔ آپ کے اشعار کا دیوان بھی ہے آپ کے ارشادات کے منجملہ یہ ارشاد ہے کہ اگر طمع سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے تو کہے گی مقدور میں شک، اور اگر پوچھا جائے کہ تیرا پیشہ کیا ہے تو کہے گی ذلت وخواری میں مبتلا کرنا، اور اگر پوچھا جائے کہ تیری انتہا کیا ہے تو کہے گی مایوسی۔ آپ کی وفات سنہ ۳ھ میں ہوئی قبر ترمذ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مشکوٰۃ یازدھم

ذکر شریف

سید مدنی، قبلہ عدنی، رئیس العرب سیدنا سید عبد اللہ الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت، ابو یحیٰ اور نام عبد اللہ اور لقب شہید اللہ تھا۔ آپ کا مولد مدینہ اور مسکن بنا بر خروج عباس موضع جیل تھا۔ جہاں اکثر سادات جلا وطن ہو کر غریب الوطنی کی زندگی اختیار کی تھی۔ اسی بناء پر آپ نے بھی وہیں سکونت اختیار کی۔ صاحب انساب قادریہ کہتے ہیں آپ حسنی النسب حنبلی المذہب، جیلی الوطن تھے۔ شریعت میں امام احمد ابن حنبل کی اقتداء کرتے تھے۔ اور بعض آپکو مولانا الجیلی بھی کہتے تھے۔ جیل ولایت عجم کا ایک موضع ہے جسکو جیلان، گیلان، اور گیل بھی کہتے ہیں۔ دجلہ کے کنارے بغداد سے ایک روز کی مسافت پر اور ایک روایت کے لحاظ سے تین روز کی مسافت پر واقع ہے بعض کہتے ہیں کہ گیل دو ہیں۔ گیل عجم اور گیل عراق۔ آپ کبار مشائخ عجم سے ہیں۔ دقائق توحید و اسرار الٰہی میں عالی مقام تھے۔ طبقہ رابعہ سے تھے طبقہ خامس سے بھی کہتے ہیں۔ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ صاحب تصرفات باہرہ تھے۔ رسالہ مکاشفہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت موصوف صفات الٰہی سے کمال اتصاف رکھتے تھے۔ جامع اوصاف جلال و جمال تھے۔ جب جلال کا غلبہ پاتے تو صحرا میں نکل جاتے۔ اور اس طرح اپنے حال میں تخفیف کرتے۔ جب صفت جمال کا غلبہ ہوتا تو پہاڑ پر تشریف لاتے۔ اور طالبان حق کو ارشاد اور تعلیم الی الحق سے فیضیاب کرتے۔

آپ کے کمالات اور خوارق عادات حد تحریر سے متجاوز ہیں۔ آپ کی وفات بزمانہ سلطنت مقتدر باللہ ۳۵ ہ ھ بتاریخ ۱۹ر شعبان واقع ہوئی۔ آپکی قبر جیل میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

◉

ذکر شریف

مقرب بساط قرب باری، ہادئ وقت مانند ابوذر غفاری خواجہ خواجگان خواجہ ابوالحسن علی الہکاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی بن محمد بن یوسف بن جعفری القریشی الہکاری کا تھا۔ خواجہ ابوالفرح یوسف طرطوسی کے مرید و خلیفہ تھے۔ بزرگان وقت، مشائخ کبار، مقتدائے اہل زمان سے تھے۔ اور صاحب خوارق و کرامات تھے۔ آپ کی وفات بماہ محرم ۴۸۶ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

فخر اخیار بہشتی، محفوظ از عیوب و زشتی، قطب ابدال خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے خرقہ ارادت خواجہ ابواسحٰق شامی سے پہنا، صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ شرفائے حسینی اور امرائے ولایت سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ابواسحٰق آپ کے گھر آئے اور کچھ طعام تناول فرمایا۔ اور صالحہ کی جانب جو آپکی بہن حقیقی متوجہ ہو کر فرمایا، تمہارے بھائی کی زوجہ کو فرزند ہوگا اور اس کی بڑی شان ہوگی۔ چاہیے کہ اس کی حفاظت کرو اور ایام حمل میں کوئی ایسی چیز انہیں نہ کھلاؤ جس میں اشتباہ ہو۔ ضعیفہ صالحہ بموجب فرمان ابواسحاق خود خرید و فروخت کرکے اشیائے مایحتاج اپنے بھائی کے گھر پہونچا دیا کرتیں۔ ۲۲۶ھ میں بزمانہ سلطنت معتصم باللہ خواجہ ابو محمد پیدا ہوئے اور وہی صالحہ اپنے گھر میں ان کی پرورش کی۔ کبھی کبھی خواجہ ابو اسحاق چشتی ان کے گھر آیا کرتے ابو احمد کو دیکھ کر فرماتے کہ اس لڑکے سے ایسی بو آتی ہے کہ اس سے ہمارا خاندان روشن ہوگا۔ جب لڑکے کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ اپنے باپ کے ہمراہ شکارگاہ بہ شکار کو گئے اثنائے شکار میں اپنے باپ سے جدا ہوگئے۔ ایک پہاڑ کے درمیان

پہونچے۔ دیکھا کہ چالیس افراد رجال اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں اور خواجہ ابو اسحٰق ان کے درمیان ہیں۔ ان کا حال برگشتہ ہوا اور گھوڑے سے اتر پڑے اور خواجہ کے پاؤں پر گر پڑے جو ہتھیار ساتھ تھے ان کو نکال دیا۔ خرقۂ پشمینہ پہنا اور رجال اللہ کے ساتھ روانہ ہوئے ہر چند باپ اور ان کے پیروں نے تلاش کی ان کو نہ پایا۔ چند روز کے بعد مطلع ہوئے کہ وہ خواجہ ابو اسحٰق کے ساتھ فلاں موضع میں فلاں پہاڑ میں ہیں۔ ان کے باپ نے ایک جماعت کو بھیجا تاکہ ان کو لے آئیں۔ ہر چند نصیحت کی لیکن وہ واپس نہ ہوئے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ ابو اسحٰق ان کی تربیت کے بعد شام کی جانب لوٹے اور وہ قصبہ چشت میں پہونچے اور یہ لکھا کہ وہ سر حلقہ مشائخ چشتیاں ہے۔ ان کی عمر طویل تھی چنانچہ بزمانہ سلطنت معتصم باللہ جو آٹھویں خلیفہ بنی عباس تھے تولد ہوئے اور بزمانہ سلطنت ابو بکر عبد الکریم بن مطیع جس کا لقب طائع باللہ تھا۔ اور جو بنی عباس کا ۲۴ چوبیسواں خلیفہ تھا۔ ۳۵۵ھ میں وفات پائی۔ قصبہ چشت میں جو ہرات سے تین کروہ کے فاصلہ پر ہے دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مخزن رمز معنوی معدن راز صوری، خواجہ ابو یعقوب مہر خوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ رابعہ سے تھے۔ آپ کا نام اسحٰق بن محمد تھا۔ علمائے مشائخ سے تھے۔ اور ایسی شان کے حامل تھے کہ کوئی مشائخ ان سے نورانی نہ تھا۔ کئی سال تک مکہ میں مجاور رہے۔ اور سید الطائفہ و عمر بن عثمان مکی کی صحبت پائی، ابو یعقوب یوسی کے مرید تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ علم توحید تکلف سے بیان کرے مشرک ہے اور ابو سعید خراز کہتے ہیں کہ یہ علم اس شخص کا فکر کے لئے نا روا ہے۔ جو اپنی یافت سے حکایت کرے۔ نہ کہ دوسروں کی یافت سے بات اپنے کردار سے کرے نہ کہ دوسروں کی گفتار سے۔ وہ یہ بھی کہتے کہ جس نے توحید کی تقلید حاصل کی تو وہ اس طائفہ کے طریقہ سے دور ہے۔ کیونکہ تقلید توحید تصور یکتائے حق ہے اور اس طائفہ کا طریقہ دل کو غیر حق سے یکتا کرنا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو خود سے فانی ہو تو وہ باقی بحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام اس مقام میں خود سے فانی اور باقی بحق تھے۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ حق رسی کا راستہ کیسا ہے۔ فرمایا کہ جہانِ فانی سے دور رہنا، اور علمائے ربانی کی

صحبت اختیار کرنا اور اس طائفہ کے علم پر عمل کرنا۔ دوسرے ذکر حق میں رہنا الکلام۔ آپ کے خوارق عادات بہت ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۳۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

بلند نشین قبۂ عرش سلطان مسند عشق بے غش

خواجہ ابو محمد مرتاش رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقۂ رابعہ سے ہیں آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کا اصل وطن نیشاپور ہے۔ یگانہ مشائخ عراق اور ان کے ائمہ سے تھے۔ اکابر اصحاب مانند ابو حفص حداد و جنید بغدادی، وابو عثمان مکی، وابو بکر عبداللہ شبلی کے ہم صحبت تھے۔ ابو حفص نے سیاحت کا مشورہ دیا۔ ہر سال ہزار فرسخ سفر کرتے۔ ننگے پاؤں ننگے سر پھرتے۔ اور کسی شہر میں دس دن سے زیادہ نہ رہتے۔ اور کبھی صرف تین دن رہتے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ فرمایا کہ اس کو حق تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ اپنی خواہش کے خلاف کرے۔ ان سے زیادہ بزرگ تھے جو ہوا میں اڑ سکتے اور پانی پر چل سکتے تھے۔ آپ کے کلمات عالی اور خوارق عادات بہت ہیں۔ آپ کی وفات بغداد میں مسجد شونیزہ میں سنہ ۳۲۸ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مظہر سر لطیف، قطب شریف شیخ وقت، خواجہ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی طبقۂ رابعہ سے تھے، آپ کا نام محمد بن خفیف تھا۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ وہ علوم ظاہر و باطن میں مقتدائے وقت تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ اکثر اہل تصوف آپ سے خلوص و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو آپ کے اہل مشرب ہیں ان کو خفیفاں کہتے ہیں۔ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ آپ کا طریق مذہب تصوف میں غیب و حضور ہے۔ حضور سے ایسا مراد حضور دل بہ دلالت یقین ہے۔ کہ جس سے حکم غیب، حکم عیب ہو جائے۔ اور غیبت سے مراد غیبت دل از غیر

حق یہاں تک اپنا عیب خود غائب ہو جائے پس خود سے غیبت حضور بحق ہے و حضور بحق اپنے سے غیبت ہے۔ لیکن اس طائفہ کا ایک گروہ حضور کو مقدم جانتا ہے۔ حضور کی نسبت، حسین منصور، خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی، وغیرہ کہتے ہیں۔ راہ خدا میں تم خود حجاب ہو۔ جب تمہاری خودی جاتی رہے گی تم آفات ہستی سے فنا ہو جاؤ گے۔ جیساکہ وجود سے قبل تم خودی سے غائب تھے۔ اور بے حجاب بحق حاضر تھے۔ اور جب بصفت خود حاضر ہوئے تو قرب سے غیبت ہو گئی۔

آپ ابنائے ملوک سے تھے ترک سے تجرید کی جانب سفر کیا۔ خواجہ جنید بغدادی و محمد رویم وغیرہ کو دیکھا تھا۔ شیخ جراح بغدادی کے مرید تھے۔ دوسری جگہ آپ کو محمد رویم کا مرید بتایا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کا خرقہ پہنا ہو۔ آپ شافعی المذہب تھے، شیخ فریدالدین عطار کہتے ہیں کہ آپ کو خفیف اس لئے کہتے ہیں کہ روزانہ شب کو وہ سات منقوں سے افطار کرتے تھے۔ ہمیشہ سبکبار رہا کرتے تھے۔ سبک روح تھے مگر آپ کے مجاہدات قوی تھے جب نماز پڑھتے تو ہر رکعت میں دس ہزار بار سورہ اخلاص پڑھا کرتے۔ صبح سے شام تک ہزار رکعات نماز پڑھتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابتداء حال میں حج کے ارادہ سے بغداد تک پہونچا لیکن سر میں اتنا غرور تھا کہ جنید سے ملنے کے لئے نہیں گیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب میں نے جنگل کی راہ لی تو ایک رسی اور ڈول اپنے ساتھ رکھا۔ پیاس ہوئی، اور ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک کنویں سے پانی پی رہا ہے۔ جب کنویں پر پہونچا تو پانی نظر نہیں آیا۔ میں نے کہا الٰہی اس عبد اللہ کی قدر اس ہرن سے بھی کم ہے۔ آواز آئی اس ہرن کے پاس رسی اور ڈول نہ تھا اس کا اعتماد ہم پر تھا۔ میں نے ڈول اور رسی پھینک دی۔ پھر آواز آئی اے عبد اللہ ہم نے تم کو آزمایا تاکہ صبر کرے۔ اب جبکہ تو باز آیا ہے تو میں نے پانی کو بھی لوٹا دیا ہے۔ کنویں میں پانی آگیا تھا میں نے وضو کیا اور پیا۔ جب بغداد میں پہونچا تو جمعہ کا دن تھا۔ جامع دمشق میں خواجہ ابو القاسم جنید نظر آئے ان کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اگر تم صبر کرتے تو پانی تمہارے قدم کے نیچے سے نکلتا۔ آپ کے کمالات اتنے ہیں کہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ آپ کی وفات بزمانہ سلطنت ابوبکر عبد الکریم بن مطیع، بتاریخ ۲۲ر رمضان ۳۶۹ھ کو واقع ہوئی۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۱۱۴ سال تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مظہر سر لطیف، قطب شریف، شیخ وقت، خواجہ زماں

بندہ آزاد سعید مادر زاد خواجہ ابو الخیر حماد رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ رابعہ سے تھے آپ کا نام حمّاد ہے مصر میں غلام تھے۔ شیخ فریدالدین عطار کہتے ہیں کہ وہ اکثر کوہ لبنان میں رہتے تھے۔ تمام حیوانات کو ان سے اُنس ہو گیا تھا۔ شیر ہو کہ اژدہا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ درندوں سے اُنس رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک جگہ کے رہنے والے دوسرے رہنے والے سے اُنس رکھتے ہیں۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ قطب وقت تھے آپ کا حال ظاہر تھا۔ ابو عبداللہ حلّاج کے ہم صحبت رہے۔ اور جنید وغیرہ کو دیکھا تھا۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ ایک ضعیف امیر ابن کیثر نامی ایک عالم تھے جو صاحب تصانیف تھے وہ کہتے ہیں کہ میرا عجم کے موالیوں پر اعتماد نہ تھا۔ بجز ان کے کہ جو عربی النسل تھے۔

ایک رات کو خواب میں اس طائفہ کے لوگوں کو جوق در جوق حلقہ بہ حلقہ آسمان تک دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ اے پیر کبیر یہ سب موالیان عجم ہیں۔ ان کے درمیان ایک فرد عرب ہے۔ اور یہ بھی شیخ الاسلام کہتے ہیں اس طائفہ کے تیرہ ابو بکر کو جانتا ہوں جو مولد تھے۔

آپ کے کمالات بہت ہیں آپ کی وفات سنہ ۲۴۰ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

برکندہ پیچ خودی، بوکشیدہ جام بیخودی، مقتدائے وقت، خواجہ عبداللہ ارعدی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ طوس میں یگانۂ وقت تھے۔ آپ کے ابتداءِ حال میں بڑا قحط پڑا۔ آدمی آدمی کو کھا رہا تھا۔ ایک روز آپ اپنے گھر کو آئے دو من گیہوں خمیر کیا۔ اس وقت آپ کے دل میں یہ بات گذری کہ سب مسلمان تو بھوک سے مر رہے ہیں اور تم گیہوں کا خمیر کر رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی گیہوں محتاجوں میں خیرات کر دیا۔ اور صحرا کی طرف نکل گئے۔ ریاضات اور مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز آپ دسترخوان پر بیٹھے تھے کہ منصور حلّاج سیاہ جبہ پہنے ہوئے ہاتھ میں دو کتوں کو پکڑے ہوئے آئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا۔ اور اپنی جگہ انہیں دی۔ اور اپنے برابر دسترخوان پر بٹھا لیا۔ کھانے میں مشغول ہوئے اور کتوں کو بھی دیا۔ عبداللہ یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور آپ کے اصحاب متحیر تھے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ منصور حلّاج کو وداع

کرنے لئے اٹھے انہیں رخصت کرکے واپس ہوئے اصحاب نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے منصور کو آپ نے کتوں کے ساتھ اپنی جگہ بٹھایا اور خود اور ہمکو ایسے شخص کے استقبال کے لئے بھیجا خواجہ نے کہا ان کا کتا ان کا بندہ تھا اور اسی وجہ سے وہ ان کے پیچھے باہر آیا ہے۔ اور ہمارا کتا اندر رہ گیا۔ اور ہم اس کے پیچھے رہتے ہیں۔ لہٰذا بہت فرق ہے اس شخص میں جو کتے کا مطیع ہو اور اس شخص میں کہ کتا اس کا مطیع ہو۔ آپکی تاریخ وفات نظر سے نہیں گزری لیکن آپ طبقہ رابعہ سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

صاحب ولایت عربی، شیخ وہبی، قبلۂ وقت خواجہ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی طبقہ رابعہ سے تھے، آپکا نام سعید بن سلام المغربی تھا، نواح مغرب سے تھے، ابوالحسن صائغ دینوری کے مرید تھے کئی سال مکہ میں مجاور رہے۔ ابوعلی کاتب، عمر نجاج وغیرہ کے ہم صحبت رہے۔ صاحب کمالات ظاہر تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی حقیقت ہمسایہ کی خیال داری ہے جب فرمانِ الٰہی بصورت اعتکاف مسجد میں قیام ضروری ہے یہ بھی فرمایا کہ مدعی سے گنہگار بہتر ہے۔ کیونکہ گنہگار طالب توبہ ہوتا ہے۔ اور یہ عبادت ہے۔ لیکن مدعی ہمیشہ اپنے خیال میں دعویدار زہد ہوتا ہے اور یہ بیکار ہے اور اس طرح کرنا گناہ ہے۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ آپ تیس سال مکہ میں رہے حرم میں حرمت حرم کو پیش نظر رکھ کر پیشاب نہ کیا۔ مکہ میں ایک قصہ پیش آیا تو نیشاپور آگئے۔ وہیں سن ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ آپکی قبر ابوعثمان کی قبر کے پاس ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

فارغ از مستقبل و ماضی، خواجۂ عشق بازی، ابو القاسم رازی، رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام جعفر بن احمد بن محمود تھا۔ نیشاپور میں رہتے تھے۔ ابن عطار ابوعلی رودباری وغیرہ کے ہم صحبت رہے۔ اپنے زمانے میں بے نظیر تھے۔ بہت مالدار تھے۔ تمام مال اس طائفہ پر صرف کر دیا۔ دنیا سے بحالت درویشی رخصت ہوئے۔ مشائخین وقت کہتے ہیں کہ ابوالقاسم رازی میں چار چیزیں جمع تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ جمال، مال، زہد، سخاوت تمام۔ اکثر صوفیوں کی دعوت کرتے خود بھی جایا کرتے جب دسترخوان بچھایا جاتا تو رازی کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے۔ آپ سے کہا گیا کہ دوستوں کا ساتھ دینا چاہیئے۔ فرمایا کہ روزے سے ہوں۔ صوفیاں مانند جعفر خلدی وغیرہ کہتے کہ اگر آپ کے روزہ کا ثواب

ہماری خوشی سے زیادہ ہے تو ہماری ہماری خوشی اس میں ہے کہ آپ روزہ کھولیں۔ آپ نے فوراً کھانا شروع کر دیا۔ آپ کے کمالات بہت ہیں۔ ۔ آپ کی وفات ۲۸۶ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

محرم اسراری، مستغرق انواری، ہادی وقت، خواجہ

ابو العباس سیّاری، رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقۂ خامسہ سے ہیں۔ آپ کا نام قاسم بن القاسم بن مہدی تھا۔ شیخ احمد سیّار کے نواسے تھے۔ مرو کے رہنے والے تھے تصوف میں خواجہ ابوبکر واسطی سے ارادت تھی۔ اور وہ اصحاب سیّد الطائفہ ابو القاسم جنید سے تھے۔ ابو العباس سیّار کے شاگرد تھے۔ صاحب نفحات کہتے ہیں کہ ابو القاسم سیّار عالم تھے۔ حقائق میں امام گروہ متصوفہ تھے۔ جو انہیں سیّار کہتے ہیں۔ ابو العباس، سیّار فرماتے ہیں کہ توحید یہ ہے کہ غیر حق قطعی تمہارے نزدیک نہ رہے۔ اور قطعاً مخلوق کا تمہارے دل پر گذر نہ ہو۔ آپ کے کمالات و خوارق عادات تحریر میں نہیں آ سکتے۔ مذہب متصوفہ میں مذہب سیّار کے آپ بانی ہیں۔ آپکی وفات ۳۴۲ھ میں واقع ہوئی۔ مرو میں مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف اوج و بلندی، صوفی معراج ارجمندی شیخ وقت

خواجہ ابو القاسم سمرقندی، رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام اسحاق بن محمد بن اسمٰعیل ہے، ابوبکر وراق کے مرید تھے جن کے بارے میں مشائخوں نے کہا ہے کہ اگر آنحضرت علیہ السلام کے بعد پیغمبری روا ہوتی تو ابوبکر وراق پیغمبر ہوتے کہتے ہیں کہ ایک بزرگ آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ دیکھا کہ آپ مصلیٰ سطح آب پر بچھا کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب فارغ ہوئے ابو الہاشم نے ان سے کہا کہ اے بھائی یہ مچھلیوں کا کام ہے۔ مرد وہ ہے

جو خلق کے درمیان مشغول بحق ہو الغرض آپ کا مقام بلند تھا۔ آپ کی وفات ۱۰؍ محرم ۳۴۲ھ کو واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

شیخ استادی قبلۂ اوتادی خواجہ ابو القاسم نصرابادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقۂ خامسہ سے تھے۔ آپ کا نام ابراہیم بن محمد بن محمد حموی تھا۔ آپ کا وطن نیشاپور تھا۔ علوم حقائق میں ابراہیم شیبانی کے شاگرد تھے۔ ابو بکر عبداللہ شبلی، ابو علی روڈ باری، عبداللہ مرتاش وغیرہم کی صحبت میں رہے۔ بالاخر مکہ گئے۔ اور وہاں مجاور ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مکہ میں لوگ طواف میں مشغول تھے۔ آگ اور لکڑی لے آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے۔ کہا کعبہ کو جلا دوں گا تاکہ سب لوگوں کو جو غافل ہیں خدا کے حوالے کر دوں۔ آپ کے حکمات عالی کرامات بلند بے حساب ہیں۔ آپ کی وفات ۳۷۲ھ میں ہوئی۔ ابو بکر عبدالکریم بن مطیع کا دور سلطنت تھا رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

بحر توحید متواج، صاحب عشق و معراج مقتدائے زماں خواجہ ابوبکر سراج رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام سید حسن علی الطوس تھا۔ اور لقب طاؤس الفقراء تھا۔ آپ کے کئی تصانیف ہیں۔ از آنجملہ "لمع" ہے علم تصوف میں ابو محمد مرتاش کے مرید تھے۔ سری سقطی، سہیل تستری کو دیکھا تھا۔ سرما کی رات میں آگ جلائی اور عرفان کی باتیں شروع کی۔ آپ پر حالت طاری ہوئی اور دیکھا گیا کہ آگ کے درمیان سر بسجدہ ہیں۔ آپ کے منہ پر آگ کی ایک چنگاری بھی نہ پڑی۔ اس کے تعلق سے پوچھا گیا، کہا کہ جو شخص کہ اپنی آبرو سے خدا کے لئے دست بردار ہو گیا ہو آگ اس کے منہ کو جلا نہیں سکتی۔ آپ کی وفات ۳۷۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر طوس میں ہے مشہور رہے کہ جو جنازہ آپکی مزار کے سامنے سے گذرتا ہے تو وہ شخص بخشدیا جاتا ہے اس لئے ہر جنازہ کو اہل طوس

آپ کی مرقد کے سامنے سے لیجاتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

شاہ آزادی قبلہ اوتادی، خواجہ ابوبکر کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عمر بن ابراہیم بن یعقوب بخاری تھا۔ آپ کی تصانیف کے منجملہ کتاب تعرف ہے یہ مخزن اسرار و معرفت ہے کہا گیا ہے کہ اگر تعارف نہ ہوتی تو تصوف نہ تھا۔ وفات بخارا میں بروز جمعہ ۱۹ر جمادی الثانی ۳۰۴ھ کو واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلۂ مصفیٰ و مزکیٰ، قدوۂ وقت شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ذات بے نظیر تھی، آپ کی وفات جمادی الآخر ۳۸۶ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
آ

ذکر شریف

شیخ بہشتی، احکام دین را پشتی شیخ ابوالحسن حبشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام آفتاب اور لقب طاؤس الحرمین تھا۔ کہتے ہیں کہ جب کبھی آنحضرت علیہ السلام کے روضہ میں حاضر ہوتے۔ اور السلام علیک یا رسول الثقلین کہتے تو وعلیک السلام یا طاؤس الحرمین جواب آتا۔ آپ غلام تھے اور حبشی الاصل تھے۔ زمانہ بندگی میں بھی بندگی حق میں مشغول رہتے۔ ان سے ان کا مالک کہتا مجھ سے کچھ مانگنا ہو تو مانگو مگر انہوں نے کچھ نہیں مانگا ایک روز مالک نے بہت اصرار کیا تو کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو خدا کے لئے مجھے آزاد کر دیجئے۔ مالک نے کہا کہ میں نے آزاد کیا۔ اب حقیقت میں تم خواجہ ہو۔ اور میں بندہ ہوں۔ آپ نے اس کے بعد اپنے خواجہ کو وداع کیا۔ اور بغداد کا رخ کیا۔ ساٹھ سال مجاور حرمین رہے۔ کبھی کسی سے کوئی چیز طلب نہ کی۔ اور جب کسی سے کوئی چیز طلب کرنا چاہا تو ہاتف نے ندا دی کہ تم کو شرم نہیں آتی سجدہ ہمارے سامنے کرتے ہو اور ہمارے غیر کے روبرو

خود کو ذلیل کرتے ہو، شیخ عمّ، شیخ ابوالعباس، آپ کے دیدار پر فخر کرتے تھے۔ آپ کی وفات مکہ میں سنہ ۳۸۳ھ کو واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مرکز دوائر دولابی، سالک اسرار وہابی، شیخ ابوالحسن علی بن عثمان جلابی، رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا لقب پیر علی ہجویری تھا۔ صاحب صحو تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ جنید کے مذہب کے پیرو تھے۔ اور فرمایا کہ سکر بچوں کا بازی گاہ ہے اور صحو فنا گاہ مرداں۔ اور میں کہ علی بن عثمان جلابی ہوں موافق مذہب شیخ ہوں جو سکر و صحو میں صاحب کمال تھے۔ آپ شیخ ابوالفضل بن حسین جنلی کے مرید تھے۔ اور وہ شیخ حضری کے مرید تھے۔ جو خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی کے مرید تھے۔ شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابوسعید ابوالخیر، شیخ ابوالقاسم قشیری اور کئی مشائخوں کو دیکھا تھا آپ کا اصلی وطن غزنین تھا۔ جلاب اور ہجویر غزنین کے محلے ہیں جہاں آپ نے انتقال فرمایا۔ کہتے ہیں کہ غزنین میں آپ نے جو مسجد تعمیر کی تھی۔ اس کا محراب بہ نسبت دوسری دوسری مساجد کے جانب جنوب تھا۔ علمائے وقت نے اعتراض کیا۔ ایک روز شیخ نے سب کو جمع کیا اور خود امام ہو کر اس مسجد میں نماز ادا کی۔ اور نماز کے بعد حاضرین سے کہا کہ دیکھو کعبہ کس سمت میں ہے۔ درمیان سے حجابات رفع ہو گئے۔ اور کعبہ مسجد کے مقابل نمودار ہوا۔ ان کی قبر بھی اسی مسجد کے محراب کی سمت واقع ہے آپ کی کئی تصانیف ہیں لیکن کشف المحجوب ان تصانیف میں بہت مشہور رہے۔ جس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ آپ مرشد کامل تھے کتب تصوف بزبان فارسی تصنیف فرمائیں۔ آپ کے خوارق عادات وکرامات بے شمار ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۴۶۵ھ میں واقع ہوئی قبر لاہور میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سر حلقۂ اصحاب مہتری، قدوہ ارباب بہتری، شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالکریم بن ہوازان قشیری ہے، خراسان کے مشائخین سے تھے۔ رسالہ قشیریہ تفسیر لطائف الارشادات آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ آپ شیخ ابوعلی دقاق کے مرید اور داماد تھے۔ اور شیخ ابوعلی فارمدی کے استاد تھے۔ صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ ایک وقت امام قشیری سے ان کے ابتدائی حال کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے ایک پتھر کی ضرورت تھی۔ گھر کے جس سوراخ سے پتھر نکالتا اور اسے پکڑتا وہ گوہر ہو جاتا۔ اور میں اسکو پھینک دیتا۔ آپ کی وفات بماہ ربیع الاخر ۴۶۵ھ میں واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عاشق باری صاحب اسراری شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ

آپ کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔ آپ کے والد کا نام ابو منصور انصاری تھا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد سے تھے۔ جو صحابی رسول تھے۔ آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا صاحب سفینہ لکھتے ہیں کہ جہاں بھی نفحات الانس اور اس کتاب میں مطلق شیخ الاسلام لکھا گیا ہے اس سے آپ مراد ہیں۔ اپنے والد کے آپ مرید تھے۔ ہرات وطن تھا۔ آپ کے جد بزرگوار بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس کے ساتھ خراسان آئے۔ اور وہاں سکونت اختیار کی۔ الغرض شیخ الاسلام بڑے بزرگ، محدث، صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند و یگانہ روزگار تھے کہتے ہیں کہ تین لاکھ احادیث کئی ہزار اساتذہ سے یاد کی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تین سو محدثین سے احادیث تحریر کی ہیں۔ جو سب سنی تھے۔ آپ کی وفات ۹ ربیع الثانی ۴۸۱ھ میں ہوئی آپ کی عمر بوقت وفات (۸۱) اکیاسی سال تھی۔ آپکی قبر کارگاہ ہرات میں واقع ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

◆

مشکوٰۃ دوازدھم

ذکر شریف

سید السادات، منبع الکرامات، قبلۂ حاجات، کعبہ مرادات، شیخ المحققین سیدنا سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

صاحب انساب قادریہ و مخازن وغیرہ کہتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابو صالح اور نام موسیٰ لقب نور الدین و نور اللہ معروف بہ جنگی دوست تھا چنانچہ صاحب اوراد قادریہ لکھتے ہیں۔ وھو الشریف السید نور الدین یقال نور اللہ ابا صالح موسیٰ ویقال بالفارسیہ جنگی دوست رضی اللہ عنہ یعنی لقب سید ابی صالح موسیٰ نور الدین و نور اللہ ہے۔ اور بعض جنگی دوست کہتے ہیں۔ الغرض آپ حسنی النسب اور حنبلی المذہب تھے۔ آپ کا وطن جیل تھا، آپ کے والد کا نام عبد اللہ جیلی ہے الخ۔ صاحب تحفۃ الابرار لکھتے ہیں منہا جنگی دوست ولقب موسیٰ۔ وھو لفظ العجمی ومعناہ محب القتال، والمراد مجاھدۃ نفسہٗ۔ یعنی باوجود مجاہدہ نفس جہاد اصغر کو دوست کہتے تھے۔ باوجود جہاد اصغر نفس کو رجوع بجہاد اکبر مجاہدان حق کے ساتھ رکھتے تھے۔ بہر صورت صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ صورۃً و معنیً قاتل نفس تھے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے

ع۔ نفس بد را در بدن کشتن نہ کار ہر کسے ست ۔ پارہ کردن مار در گہوارہ کار حیدر است

کہتے ہیں جنگی دوست صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ اکثر اوقات آنحضرت علیہ السلام کو رویائے صادقہ میں دیکھتے۔ اور آنحضرت علیہ السلام آپ کو یا ولدی سے خطاب کرتے تھے بایں وجہ آپ کو کثیر الرویاء کہتے ہیں۔ صاحب مناقب غوثیہ کہتے ہیں قال النبی صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنَامِہٖ یَا وَلَدِیْ اَبِی الصالح اَعْطَاکَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِبْنًا و

هُوَ وَلَدِیْ مَحْبُوْبِیْ وَمَحْبُوْبُ اللّٰهِ سَیَکُوْنُ لَهٗ شَانٌ۔ وَ فِی الْاَوْلِیَاءِ کَشَانِیْ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ۔ یعنی ایک رات میں آنحضرت علیہ السلام کو تمام صحابہ ائمہ اور تمام اولیاء کے ساتھ دیکھا کہ آکر بشارت دے رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ اے میرے فرزند ابی صالح اللہ تعالیٰ عنقریب تجھ کو عنقریب تجھ کو ایک بیٹا عطاء فرمائیگا جو میرا فرزند اور میرا محبوب اور خدا کا محبوب ہے۔ قریب ہے کہ اس کی شان اولیاء اور اقطاب میں ایسی ہوگی جیسے میری شان انبیاء اور رسل میں ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں بفرمان خدائے تعالیٰ انبیاء اور رسل علیہ السلام کی ارواح بمتابعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قطب الکائنات، غوث الموجودات سلطان المفردین، نور الحق والدین سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کے رویائے صادقہ میں آئے اور بشارت دی کہ تمام اولیائے اولین و آخرین اس فرزند ارجمند کی اطاعت کریں گے۔ اور ان کے قدم کو خوشی سے اپنی گردن پر لیں گے۔ اور قبول کریں گے۔ اور جو ان سے انحراف کرے گا راہ قرب سے گر جائے گا۔ اور لیپٹ بُعد و حرمان میں رہے گا۔ حاصل تحریر یہ ہے کہ وہ صاحب مشاہدہ و مکاشفہ روحانیہ و صاحب رویائے صالحہ تھے۔ آپ کے فضائل کے منجملہ ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ سلطان الاولیاء شیخ الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی جیسے بزرگوار کے والد شریف ہیں۔ آپ کے مناقب اتنے ہیں کہ ضبط تحریر میں نہیں آسکتے۔

آپ کی وفات سنہ ۴۸۳ھ میں بتاریخ ۲۸ ماہ رجب میں واقع ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کی مزار مبارک جیلان میں ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ذکر شریف

شیخ المشائخ اعظمی، خواجہ خواجگان التجمینی، غوث الوقت خواجہ ابو سعید ابو الخیر مخزومی، رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا نام مبارک بن علی بن حسین مخزومی ہے۔ صاحب سفینہ کہتے ہیں آپ سلطان الاولیاء برہان اتقیاء، قدوہ عارفان، زبدہ سالکان، پیر طریقت واقف اسرار حقیقت اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے حضرت خضر کے ہم صحبت رہے۔ حنبلی المذہب تھے۔ خواجہ ابوالحسن

علی ہکاری کے مرید تھے ۔ پیر طریقت قطب ربّانی، محبوب سبحانی، غوث الثقلین سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے ۔ حضرت شیخ الثقلینؒ سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ کھاؤں گا جب تک وہ نہ کھلائے گا ۔ نہ پیوں گا ۔ جب تک وہ نہ پلائے گا ۔ جب چالیس روز گذر گئے تو ایک شخص آیا اور کچھ کھانا رکھ کر چلا گیا ۔ قریب تھا کہ بھوک کی وجہ سے نفس کھانے کی طرف راغب ہو جائے میں نے کہا کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے اس کے خلاف نہ کروں گا ۔ یکایک اپنے باطن سے میں نے آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے " الجوع ، الجوع " ، شیخ ابو سعید کا میرے پاس سے گذر ہوا ، انہوں نے یہ آواز سنی اور پوچھا کہ یہ آواز کیسی میں نے کہا کہ یہ اضطراب نفس ہے ۔ لیکن روح پر سکون اور مشاہدہ حق میں مشغول ہے فرمایا میرے گھر آؤ اور چلے گئے میں نے کہا باہر نہ جاؤں گا ۔ یکایک ابو العباس خضر علیہ السلام آئے اور اور کہا اٹھو اور ابو سعید کے پاس جاؤ ۔ میں اٹھا اور گیا کیا دیکھتا ہوں کے ابو سعید اپنے گھر کے روبرو میرے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں ۔ جب مجھے دیکھا تو فرمایا اے عبد القادر جب میں نے تم سے کہا تو کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر کے کہنے کی ضرورت پڑی ۔ اور پھر مجھے اپنے گھر میں لے گئے اور جو کھانا تیار کیا تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں رکھا ۔ یہاں تک کہ میں شکم سیر ہو گیا ۔ اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا میں نے ان کی صحبت اختیار کی ۔

بہر حال حضرت ابو سعید کے کمالات و کرامات و خوارق عادات کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا کہ شیخ الثقلینؒ آپ کے مرید تھے ۔ آپ کی وفات بماہ محرم سنہ ۵۱۳ھ میں واقع ہوئی ۔ آپ کا مزار بغداد میں واقع ہے ۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔

ذکر شریف

مالک علم سلوانی ، سید السادات حسنی ، مبرا از نقص خودی
منزہ از شرک دوئی سیدنا سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ

کبار مشائخ گیلان سے تھے ۔ مقتدائے زماں ، مستجاب الدعوات تھے ۔ بزرگان عجم کی ایک جماعت کو پایا تھا ۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں سید عبد اللہ صومعی رو سائے زباد سے تھے ۔

آپ کے احوال عالی اور کرامات ظاہر تھیں۔ جس وقت حالت غضب میں ہوتے تو آپ کے لیے حق تعالیٰ انتقام لیتا۔ اور آپ جو کچھ چاہتے ویسا ہی کرتا۔ اور جس خبر کی اس کے وقوع میں آنے سے قبل خبر دیتے اس کے مطابق وہ وقوع پذیر ہوتی۔ چنانچہ صاحب تحفۃ الابرار لکھتے ہیں هَذا عَبْدُ اللهِ الصُّوْمَعِي الزَّاهِدُ مِنْ اجل مشائخ جيلان. و رؤساء زهادهم له احوال السنية والكرامات الجلية وكان مستجاب الدعوات، واذا غَضِبَ اِنْتَقَمَ اللهُ تَعَالٰى سَرِيْعًا واذا احبَّ امرًا فَعَلَهُ اللهُ به كما يختارُ كان مع ضعف قوتِهِ و كِبَرِ سنّهِ كثير النوال و دائم الذكر ظاهر الخشوع و صابرًا على حفظ حالهِ و مَراعاتِ اَوْقاتِهِ و لقد كان اخبر بالامر قبل وقوعِهِ فيقع كما يُخْبِرُ.

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بقصد تجارت سمرقند گئی تھی سمرقند کے قریب سواروں کی ایک جماعت آمادۂ فساد ہو کر باہر نکلی تاجروں کی جماعت نے سید عبداللہ صومعی کو آواز دی۔ دیکھا کہ آپ ان کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں سُبُّوحٌ قدوس رَبُّنَا اللہ۔ اے سوارو ہمارے درمیان سے دور ہو جاؤ تمام سواران متفرق ہو گئے۔ اور کسی کو اس کی بھی تاب نہ رہی کہ اپنے گھوڑے کی حفاظت کرے اور بعض تو پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ اور بعض وادیوں میں روپوش ہو گئے۔ باہم دو شخص بھی ایک ساتھ نہ ہو سکے۔ ان کے شر سے تاجروں کی جماعت محفوظ رہی۔ اس کے بعد دیکھا تو حضرت صومعی کو اپنے درمیان نہ پایا۔ جب جیلان کو واپس ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا اصحاب شیخ نے کہا کہ شیخ ہرگز ہمارے درمیان سے غائب نہ ہوئے۔ الکلام نسب سید جیلی سات واسطوں سے سیدنا امام علی موسیٰ رضا و جعفر الصادق علیہ السلام تک پہنچتا ہے چنانچہ روضۃ الشہداء اور تحفۃ الابرار اور مرآۃ الاسرار مخازن قادریہ، مناقب غوثیہ وغیرہ میں مسطور ہے کہ آپ کی کنیت ابی عبداللہ اور نام زاہد ابن سید جلال الدین محمد بن سید محمود بن سید طاہر بن السید ابی عطا بن سید کمال الدین یحییٰ بن علاء الدین محمد بن سیدنا امام علی العریضی المخاطب بہ خواجہ بن سیدنا امام جعفر الصادق علیہ السلام تھا۔ اور صاحب بحر الانساب نجفی لکھتے ہیں علی العریضی سیدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔

الغرض سید عبداللہ صومعیؒ کو ایک فرزند اور ایک صاحب زادی بنت شریفہ قدوۃ العارفات سیدۃ الصالحات، مریم زمانی، ام الخیر، امۃ الجبار فاطمہ ثانی رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی عمر ساٹھ سال تھی جو سن یاس ہے، حضرت غوث الثقلین تولد ہوئے، یہ سیدہ اور غوث الثقلین کی کرامت ہے۔

حضرت عبداللہ یافعی تکملہ میں لکھتے ہیں کہ وہ سیدہ عارفہ فجرہ واقعات تھیں چنانچہ غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ ایک روز صحرا کے باہر گیا اور ایک گائے کی دم پکڑ لی، گائے نے منہ پلٹا کر کہا، اے عبدالقادر تم کو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کا حکم دیا گیا کہ کسب اور کام کرو مجھے خوف ہوا اور واپس ہو گیا، اپنے مکان کی چھت پر کھڑا ہوا حاجیوں کو دیکھا کہ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے ہیں، میں اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کے کام میں لگائیے اور اجازت دیجئے کہ میں بغداد جاؤں، اور تعلیم میں مشغول ہو جاؤں۔ اور صالحوں سے ملوں۔ میری ماں نے اس خیال کی وضاحت دریافت کی، گائے کا قصہ بیان کیا۔ ماں رونے لگیں اٹھیں اور اسی دینار جو میرے باپ کا ورثہ تھا لے آئیں۔ چالیس دینار میرے بھائی کے لئے رکھ چھوڑیں اور چالیس دینار میری پوشاک میں بغل کے نیچے سی دیں اور مجھے اجازت دیں۔ اور عہد لیا کہ تمام حالات میں سچ بولا کروں، اور اکل حلال کا خیال رکھوں، اور کچھ دور تک مجھے وداع کرنے کے لئے آئیں اور فرمایا کہ اے فرزند جاؤ تمکو خدا کے حوالے کیا۔ اب قیامت تک تمہاری صورت مجھے نظر نہ آئیگی اسی طرح ہوا کہ حضور غوث الثقلین دوبارہ اپنی ماں سے نہ مل سکے۔ یہ سفر ۴۸۸ھ میں ہوا اور اسی سال آپ کی والدہ کی اور خلیفہ بغداد ابو محمد تمیمی کی موت واقع ہوئی، اس وقت خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدر باللہ تھا۔ چنانچہ صاحب تحفۃ الابرار کہتے ہیں تَوَفِّيَتْ وَالِدَتُهُ أُمُّ الخَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بجيلان، وفيها دُفِنَتْ في السنة مَاتَ التميمي، حَكَى الشَّيْخُ عَارِفٌ كنت بِمَجْلِسِ شَيْخِنَا الشَّيْخ محي الدِّين عبد القادر رضي اللّٰه عنه ببغداد وكان يَتَكَلَّمُ على النَّاسِ فَقَطَعَ كلامُه وَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَقِيلَ له في ذالك فقال اَلآنَ مَاتَتْ امّي بجيلان قال فارَّخْنَا ذالك اليوم ثم بعد مدةٍ قدم الى بغداد موكب من العَجم فيه جَمَاعةٌ ومن اهل الجيلان وَأَخْبَرُوا بِمَوْتِها وَفِي ذَالِكَ الوَقْتُ الذّي أَرَّخْنَاهُ۔ یعنی حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، کی والدہ ام الخیر فاطمہ ثانی جیلان میں فوت ہوئیں۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔ اسی سال تمیمی نے وفات پائی، شیخ عارف بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ، کی مجلس میں بغداد میں تھا آپ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے۔ یکایک آپ نے قطع کلام کیا۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی فرمایا اس وقت میری ماں کا جیلان میں انتقال ہو گیا۔ شیخ عارف کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن اور اس تاریخ کو نوٹ کر لیا۔ ایک مدت کے بعد عجم سے چند مرکب بغداد آئے۔ جن میں ایک جماعت تھی۔ اہل جیلان نے انہیں حضرت ام الخیر کی وفات کی خبر دی اور وہی تاریخ وفات بتائی جس کو ہم نے نوٹ کیا تھا۔

الغرض سید گیلی کبار وقت سے تھے۔ اور یہ بھی ان کے کمالات و خوارق عادات سے ہے کہ انکی صاحبزادی ایسی عارفہ تھیں اور غوث الثقلین ان کی اولاد سے ہیں۔

صاحب مناقب غوثیہ کہتے ہیں کہ صومعہ شہر لاہجان کا ایک گاؤں ہے۔ سید عبداللہ صومعی اسی گاؤں کے ہیں۔ اور اب وہاں انکی اولاد ہے۔ وہاں ان کی بارونق خانقاہ ہے انکی وفات سنہ ۴۲۸ھ ۱۳ صفر کو بزمانہ سلطنت ابو العباس محمد بن مقتدر باللہ واقع ہوئی اور جیل میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قبلۂ اہل صفا، امام مقتدا، غوث وقت، تاج العارفین ابو الوفأ رحمۃ اللہ علیہ

کبار مشائخ، قدوۂ اولیا، اور مریدان کامل خواجہ عبیداللہ شبلی سے تھے، شیخ علی بن ہیتی، شیخ بقا بن بطو، شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی، شیخ احمد جاکیر، و شیخ احمد بقلی، آپ کے مریدوں سے تھے۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے بھی ابتدائے حال میں آپ سے خرقہ پہنا تھا جسکی تفصیل مشکوٰۃ غوث الثقلین میں آئے گی۔ آپ کی وفات سنہ ۵۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر موضع قلمناک میں جو مضافات بغداد میں واقع ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قدوۃ الناس مانند حمزہ و عبّاس، قطبِ وقت شیخ حمّاد دبّاس رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نام حمّاد بن مسلم تھا، دبّاسی یعنی دوشالہ فروشی کرتے تھے۔ آپ ہر وقت حضرت غوث الثقلین کی صحبت میں رہتے تھے۔ کبار مشائخ، عارف اسرار مقتدائے وقت اور صاحب کرامات عالیہ تھے۔ باوجودیکہ امّی تھے، حق تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے سرفراز کیا تھا۔ صاحب سفینہ لکھتے ہیں کہ آپ کے بارہ ہزار مرید کامل تھے۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک روز شیخ حمّاد نے کہا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں ہر رات میں انکو یاد کرتا ہوں۔ اور خدائے تعالیٰ سے ان کی حاجتیں طلب کرتا ہوں۔ اور ان میں سے جو گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے توبہ کی توفیق کی دعا کرتا ہوں۔ یا وہ دنیا سے چلا جائے تاکہ گناہ کی زندگی میں نہ رہے۔ حضرت غوث الثقلین اس وقت موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھے منزلت دے تو میں درخواست کروں گا کہ میرا کوئی مرید قیامت تک بے توبہ نہ مرے۔ اور میں ان کا ضامن رہوں، حمّاد نے کہا اے عبدالقادر حق تعالیٰ نے مجھے مشاہدہ کرادیا ہے کہ جو آپ اس سے درخواست کریں گے وہ فوری قبول ہوگی باقی حکایت حمّاد، مشکواۃ غوث الثقلین میں تحریر ہوگی۔

صاحب نفحات کہتے ہیں تُوَفِّیَ شیخ حماد فی شہر رمضان سنہ خمس و عشرین و خمس مائۃ۔

آپ کا مدفن کہاں ہے نظر سے نہیں گذرا۔ حضرت جامی فرماتے ہیں کہ وہ سید عبدالقادر کے مشائخوں سے تھے۔

كَانَ أُمِّيًا فَتَحَ عَلَيْهِ بَابَ الْمَعْرِفَةِ وَالْأَسْرَارِ
وَصَارَ قُدْوَةَ الْمَشَائِخِ الْكِبَارِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ذکر شریف

فخر اہل توفیق واقف علم قدسیہ قبلہ وقت سید علی الکیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو محمد اور نام علی ابن عبد اللہ صومعی تھا۔ اپنے وقت کے قطب تھے، اپنے پدر بزرگوار سے ارادت تھی اور وہ حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے حقیقی ماموں تھے۔ آپ کے کمالات و خوارق عادت بہت ہیں یہاں انکی تفصیل کی گنجائش نہیں آپ کی وفات سنہ ۴۸۰ھ میں واقع ہوئی مدفن گیلان میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

نیر ملک ہستی، اختر فلک مستی، خواجہ ابو یوسف

خواہر زادہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ابو محمد چشتی کے والد کا نام محمد سلطان سمعانی تھا۔ جو ابو یوسف کو اپنے فرزندوں کے مانند رکھتے تھے۔ اور تربیت کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد خواجہ ابو محمد قائم مقام ہوئے صاحب کرامات تھے۔ سکر اور عالم فنا آپ پر غالب تھا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ جب خادم ہاتھ پر وضو کا پانی ڈالتا ہوتا تو اثنائے وضوء میں خود سے گم ہو جاتے۔ کم و بیش ایک دو ساعت اس طرح ایک دو ساعت بحالت غیب رہتے۔ اور پھر سابقہ حالت عود کرتی اور اس وقت وضوء پورا کر لیتے آپ کے کمالات و خوارق عادات حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہونچا تو اپنے بڑے فرزند خواجہ مودود چشتی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور دور پردہ ہو گئے۔

آپ کی وفات سنہ ۴۵۹ھ میں بزمانہ سلطنت ابو جعفر عبد اللہ قائم باللہ جو معاصر سلطان طغرل بیگ تھا، واقع ہوئی۔ صاحب نفحات کے قول کے بموجب آپ کی عمر ۸۴ سال تھی چشت میں مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

آفتاب چرخ بلندی، نافذ امر خداوندی، خواجہ ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طبقہ سادسہ سے ہیں آپ کا نام احمد بن محمد فضل ہے، جعفر خلدی کے شاگرد تھے جو جنید بغدادی کے شاگرد تھے، دوسری جگہ لکھا ہے کہ نہاوندی بھی دینوری کے شاگرد ہیں اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے اصحاب سے تھے صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ خواجہ اخی فرح زنجانی مرید ابو العباس نہاوندی ہیں۔ اخی فرخ کی وفات سنہ ۴۵ھ میں بزمانہ سلطنت ابو جعفر عبد اللہ واقع ہوئی۔ قصبہ زنجان میں مدفون ہیں، رحمۃ اللہ علیہ!

ذکر شریف

گم گشتہ عرفان، پیر زمانہ خواجہ لقمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مسکن سرخس تھا، ابتداء میں بہت مجاہدہ کیا، شیخ ابو سعید نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ لقمان امر و نہی سے حق تعالیٰ کا آزاد کردہ ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں سرخس میں پیر ابو الفضل کی خدمت میں تھا۔ ایک شخص آیا ادب اور کہا کہ لقمان بیمار ہو گئے ہیں۔ بات نہیں کر سکتے لیکن آج کہا کہ پیر ابو الفضل سے کہدو کہ لقمان جا رہا ہے۔ جب پیر ابو الفضل نے یہ سنا تو ایک جماعت کے ساتھ لقمان کے پاس گئے۔ جب لقمان نے ان کو دیکھا تو مسکرانے لگے، ان کا سر اپنے سرہانے رکھا اور ان کا منہ تکنے لگے۔ سانس تیز ہو گئی، لبوں میں حرکت نہ رہی جماعت میں سے کسی نے کہا لا الہٰ الا اللہ لقمان پھر مسکرا اٹھے اور کہا اے جوان ہم نے خدا کا خراج ادا کر دیا ہے۔ اور ہم کو برارت مل چکی ہے ہم توحید پر قائم ہیں۔ تھوڑی دیر میں سانس رک گئی ابو الفضل نے دیکھ کر کہا کہ یہ تمام ہو چکے ہیں۔ لیکن جب تک ہم بیٹھے رہیں گے ان کی نظر نہ ٹھہرے گی، جب پیر برخواست ہوئے لقمان نے آنکھیں بند کر لیں رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

کاشف سرّ آفاق صاحب شوق و اذواق، خواجہ ابو علی دقّاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام حسن بن محمد آفاق ہے۔ خواجہ ابو العباس نصرآبادی کے مرید تھے۔ اکثر مشائخوں کے ہم صحبت رہے۔ آپ کے ابو القاسم قشیری داماد اور شاگرد تھے۔ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا کہ میں ایک روز دقاق کی مجلس میں اس نیت سے گیا کہ توکل کے بارے میں سوال کرونگا۔ آپ دستار پر طرّہ لگائے ہوئے تھے میرا دل اس کی طرف مائل ہوا۔ میں نے پوچھا اے استاد توکل کیا ہے۔

کہا طمع لوگوں کی دستار سے کوتاہ کرنا۔ یہ کہا اور دستار میری طرف پھینکدی۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ وہ ہر سال کسی نہ کسی جگہ میں جاکر ٹھہر جاتے۔ آخر دفعہ نیشاپور آکر ٹھہر گئے۔ آپ کی وفات سنہ ۴۰۵ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

حقائق آگاہ، دقائق دستگاہ خواجہ ابو علی سیاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشائخ مرو سے تھے۔ خواجہ ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے۔ ریاضات و کرامات میں نفس قاطع تھے۔ صاحب نفحات کہتے ہیں تیس سال تک روزہ رہے جس کی کسی کو خبر نہ ہوئی۔ ہر روز صبح کو جب گھر سے باہر نکلتے تو روٹی خرید تے اور کہتے کہ اپنے ساتھی کے ساتھ صحرا میں کھاؤں گا۔ اور راستہ میں درویشیوں کو دیدتے اور اگر صحرا میں ساتھی ملتے اور کہتے کہ کچھ کھا لیجئے تو کہتے کہ گھر میں کھا چکا ہوں۔ کہتے ہیں کہ امی تھے اور ایک وقت ایک شخص کو ہاتھ میں کاغذ لئے ہوئے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا فتویٰ ہے جس کو ابو علی مفتی نے لکھا ہے۔ فرمایا کہ اس کو امام کے پاس پھر لیجاؤ، کہ فتویٰ لکھنے میں انہوں نے

غلطی کی ہے وہ شخص ابوعلی مفتی کے آگے وہ فتویٰ لے جاکر پیش کیا۔ جب امام نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں نے غلطی کی ہے اس شخص سے پوچھا کہ خواجہ ابوعلی سیاہ اس فتوے کو پڑھے ہوں گے اس نے کہا کہ خواجہ تحریر نہیں پڑھ سکتے وہ امی ہیں۔ ابوعلی نے کہا کہ جو رخ کہ آگ میں پڑنے کے قریب تھا، خواجہ بوعلی سیاہ کی وجہ سے نجات پائی۔ آپ کی وفات بماہ شعبان ۴۲۴ھ میں واقع ہوئی۔ مرو میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مدقق ارباب فہمی، محقق اصحاب علمی، خواجہ وقت شیخ عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا نام محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سُلمی تھا۔ خواجہ القاسم نصرآبادی کے مرید تھے جو خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی کے مرید تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ مثل تفسیر حقائق، طبقات صوفیہ وغیرہ۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں شیخ ابوسعید ابوالخیر، بعد وفات پیر ابوالفضل سرخسی آپ کی خدمت میں پہونچے اور ان سے خرقہ پہنا۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ شیخ اکبر فتوحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ صدیقیت اور نبوت کے درمیان جو مقام ہے اس مقام میں بماہ محرم ۵۹۷ھ میں داخل ہوا۔ میں بلاد مغرب کے سفر میں تھا۔ مجھ پر حیرانی غالب ہوئی تنہائی کی وجہ سے بہت وحشت ہونے لگی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں کس مقام پر پہونچا ہوں اسی حالت میں وحشت و حیرت میں اس منزل سے روانہ ہوا۔ نماز کے بعد ایک شخص کے گھر میں جس سے مجھے انس تھا ٹھیرا اس سے میں نے اپنی حیرت و وحشت کا ذکر کیا ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص کا سایہ نمودار ہوا اپنی جگہ سے فوراً اٹھا اور دل میں کہا کہ شاید کوئی اس کے نزدیک ہوگا۔ پھر اس نے مجھ سے معانقہ کیا جب میں نے غور کیا تو دیکھا کہ عبد الرحمن سلمی ہیں جن کی روح جسم کی صورت میں متمثل ہوئی ہے۔ اور جن کو خدائے تعالیٰ مجھ پر بطور رحمت میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم کو جس مقام پر دیکھ رہا ہوں وہ کون سا مقام ہے۔ تو کہا کہ اس مقام میں میری روح قبض کی گئی ہے۔ اور

اس مقام سے میں دنیا سے عقبیٰ کی جانب روانہ ہوا۔ اور ہمیشہ یہی میرا مقام ہے۔ اور کہا وحشت اس لیے ہوتی ہے کہ اس مقام میں غربت کے باعث مسافر متوحش ہوتا ہے۔ اس کے بعد کہا کہ اللہ کی عنایت نے سبقت کی کہ تم کو اس مقام میں لے آئی۔ اس کی حمد و ثناء کرو اور شکر کرو کہ اس مقام میں حضرت خضر علیہ السلام کے تم ہم مقام ہو۔ میں نے ان سے کہا یا ابا عبدالرحمٰن اس مقام کو مقام قرب کہا جاتا ہے۔ پس تم اس مقام کے احکام کے مطابق متحقق ہو۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ صوفی کے لئے دو چیز لازمی ہیں۔

احوال میں صداقت اور صدیق کے ساتھ معاملات میں با ادب رہنا۔ اس سے عبدالرحمٰن کے کمالات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ان کی وفات ۴۱۲ھ میں بزمانہ سلطنت ابو العباس احمد بن اسحاق قادر باللہ میں واقع ہوئی۔ جس نے سلطان محمود سبکتگین کو نامہ اور لِوا بھیجا تھا۔ اور سلطان نے بہت ادب خاندان عباسیہ بہ تعظیم تمام نامہ اور لِوا لیکر اس کی اطاعت قبول کی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

شاہدِ مشہود، قبلہ محمود، سلطان دین حضرت سالار مسعود رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام مسعود بن سالار امیر شاہ بن عطاء اللہ علوی ہے۔ جن کا سلسلہ نسب امام محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ آپ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سرداروں اور غازیوں سے تھے۔ اوائل اسلام میں ہندوستان میں کئی فتوحات کیں۔ اور شہادت کے درجہ کو پہونچے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ ان کی ماں جن کا نام ستر معلا تھا سلطان محمود سبکتگین کی بہن تھیں۔ آپ کا مقام ولادت دار الاسلام اجمیر ہے۔ اخبار الاخیار میں ہے کہ آپ کو دہلی میں پیر کلیم اور خراسان وغیرہ میں رجب سالار کہتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر غازی میاں بالے میاں اور بالا پیر کہتے ہیں۔

آپ کا لقب سلطان الشہداء ہے۔ اور خواجہ ابو محمد چشتی کے ہمعصر تھے اور بعض لوگ

جو آپکو خواجہ بزرگ کے ہمعصر کہتے ہیں خلاف واقعہ ہے، لیکن جب لوگ اپنی حاجات کے لئے خواجہ بزرگ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں تو خواجہ اس جماعت کو سالار مسعود کی روحانیت سے رجوع فرما دیتے ہیں آپکو علم حقیقت بطور وراثہ ائمہ اہل بیت سے پہونچا تھا۔ کرامات مسعود میں آپ کے حالات تفصیلی طور پر مذکور ہیں۔ آپ کے پیر تربیت میر سید ابراہیم ہیں۔ ملفوظ میر سید علوی میں تحریر ہے کہ حضرت میر نے اپنے خلفاء کو وصیت کی تھی کہ قرب احدیت کے حصول کے لئے، توجہ روحانی بجانب سالار مسعود کریں۔ کہ ان کی روح پاک عارفوں پر مانند خورشید درخشاں ہوتی ہے۔ اور یہ گروہ ان کی روح سے فیضیاب ہوتا ہے۔ دوسرے مشیخت پناہ شیخ مرتضیٰ ملفوظ میر سید سلطان میں لکھتے ہیں کہ میر سید سلطان شیخ علاء الدین چشتی کی اجازت سے بارہ سال تک دہلی میں حوض شمسی کے کنارے ایک پرانی قبر کے پاس جو متصل آستانہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہے ریاضات اور مجاہدہ فرمایا لیکن کچھ نہ کھلا۔ ایک دن بحالت سراسیمگی اس قبر کے پاس بیٹھے تھے کہ دیکھا کہ ایک شخص جو برص میں مبتلا تھا راستہ سے گذر رہا تھا ناگاہ ایک گھوڑے سوار آیا اور اس بیمار پر کوڑے لگائے جس سے وہ زمین پر گر گیا۔ سوار اسی طرح کوڑے لگاتا رہا۔ وہ شخص زمین پر پڑا ہوا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی کھال بدن سے جدا ہو گئی۔ وہ اس طرح تر و تازہ اور چنگا ہو گیا جیسا کہ بیمار ہی نہ تھا۔ میر سید اس حاذق سے متحیر ہوئے اس کے پاس جاکر صورت حال دریافت کی۔ اس نے کہا کہ یہ بیمار آستانہ خواجہ قطب الدین میں التجاء لے آیا تھا۔ خواجہ نے میری جانب رہنمائی کی۔ تو مجھے اس کی جانب رجوع ہونا پڑا۔ اور اس کو اس بیماری سے نجات دی۔ پھر پوچھا کہ آپ کس طائفہ سے تعلق رکھتے ہیں فرمایا میرا تعلق اہل ولایت سے ہے اور مجھے سالار مسعود کہتے ہیں میرا مقام بہرائچ ہے یہ کہا اور غائب ہو گئے۔

پس میر سید سلطان بکمال شوق متوجہ بہرائچ ہوئے، اور آپ کے آستانے پر پہونچکر اپنے مطلب حقیقی کو حاصل کیا۔ آپ کے کمالات و خوارق عادات، مجاہدات، جہاد اتنے ہیں کہ قید قلم میں نہیں آسکتے۔ اکثر تواریخ میں آپ کے جہاد کے کوائف اور حالات مرقوم ہیں۔ جو مطالعہ سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

آپ کی شہادت اول وقت نماز عصر روز یکشنبہ بتاریخ ۱۴ ر رجب سنہ ۴۲۴ھ کو واقع ہوئی آپ کی قبر بہرائچ میں واقع ہے۔ تیس سال تک آپ کی قبر پر گنبد نہ تھی اس کے بعد

زہرہ دختر میر کمال الدین جو مادر زاد نابینا تھیں جب آپ کے کمالات سنیں تو آپ کی روحانیت کیجانب توجہ کی۔ اور بارہ سال کی عمر میں بینا ہو گئیں۔ اور پھر اپنے بھائی سیّد محمد کے ساتھ نہر انج پہونچیں۔ اور روضہ کو آراستہ کیا۔ مرآت مسعودی میں تفصیلی حالات مرقوم ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

قدوۂ ارباب سیر، قبلۂ اصحاب طیر، قطب عالم

خواجہ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام فضل اللہ بن ابو الخیر ہے۔ اور کنیت ابو الحسن ہے صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ سلطانِ اہل طریقت و مشرف القلوب تھے۔ شیخ ابو الفضل بن سرخسی کے طریقت کے پیرو تھے۔ جن کا ذکر سابقہ مشکوٰۃ میں ہو چکا ہے۔ ابو العباس قصاب سے بھی استفادہ کیا۔ اور خرقہ پہنا کہتے ہیں کہ جس وقت خواجہ ابوبکر خطیب جو مرو کے ائمہ سے تھے کسی کام کے سلسلہ میں نیشاپور روانہ ہوئے، شیخ محمد حشنی نے ان سے کہا کہ جب تم شیخ ابو سعید کی خدمت میں پہونچو تو میرے سوال کا جواب لے آؤ، پوچھا وہ کیا ہے کہا بس اتنا پوچھو کہ آثار طبیعت محو ہیں یعنی بالکل زائل ہو گئے ہیں۔ ابوبکر خطیب کہتے ہیں جب میں وہاں پہونچا تو شیخ نے قبل از قبل دو صوفیوں کو مجھے بلانے بھیجا میں متحیر ہو گیا۔ ان کی خدمت میں گیا سلام کیا۔ جواب دیا اور فرمایا کہ اگرچہ تم شیخ محمد حشنی کا پیام پہونچانا برا سمجھتے ہو لیکن وہ میرے پاس عزیز ہے۔ جب تم مرو سے باہر نکلے تو میں تمہاری منزلوں کو گن رہا تھا۔ ان کا پیام پہونچاؤ، میں نے ان کا جو سوال تھا وہ پہونچا دیا فرمایا اس پیر سے کہو لا تبقی و لا تذر عین رہتا ہے۔ اس کا اثر کہاں رہتا ہے۔ میں نے سر جھکا لیا۔ اور کہا کہ سمجھ میں آیا۔ کہا کہ یہ بات دانشمند کے بیان میں نہیں آئیگی اس بیت کو لو اور اس سے کہو۔

:-رباعی:-

جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست
در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست
از من اثرے نماند این عشق ز چیست
چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

ابو بکر کہتے ہیں جب مرو کو واپس آیا، پیر محمد حیثی سے پورا قصہ کہا۔ اور ابیات صدور پڑھ کر سنایا۔ یہ سنتے ہی انہوں نے نعرہ لگایا۔ گر پڑے۔ وہاں سے دو شخص انکو اٹھا کر لے گئے ساتویں روز فوت ہو گئے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ان ان کی خدمت میں گیا کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے، اور فلاں ہوا میں اڑتا ہے۔ فرمایا کہ ان کاموں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ مرد وہ ہے جو مخلوق میں رہے داد و ستد کرے۔ عقد کرے خلق سے میل جول رکھے۔ اس کے باوجود ایک لحظہ بھی حق سے غافل نہ رہے۔ کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے۔ فرمایا جو تمہارے سر میں ہو اسکو مت رکھو اور جس چیز کو تم دوست رکھتے ہو اسکو دیدو اور جو کچھ تم پر افتاد پڑے اس پر صبر کرو۔

صاحب سفینہ کہتے ہیں کہ خواجہ ابو سعید کے تصوف میں خوب اشعار ہیں اور یہ رباعی بھی آپکی ہے۔ جو بخار رفع کرنے کے لئے فرمائی تھی۔ جس کو کاغذ پر لکھکر باندھا جائے تو بخار رفع ہو جاتا ہے۔

:- رباعی :-

اے در صفت ذات تو حیراں کہ و مہ   و ز جملہ جہاں خدمت درگاہ تو شد بہ
علت تو ستانی و شفا ہم تو دہی   یا رب بفضل خویش بستان درد و دادہ

شیخ ابو سعید صاحب علم ظاہر و باطن تھے اس زمانے کے سب لوگ ان کے مسخر تھے۔ یہ رباعی بھی آپ کی ہے۔

:- رباعی :-

با روئے ترا بدیدم اے شمع طراز   نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بدم مجاز من جملہ نماز   چوں بے تو بدم نماز من جملہ نماز

کہتے ہیں کہ شیخ کھانے، خیمہ، و فرش اور چراغوں کی روشنی میں بہت اسراف کرتے تھے۔ اکثر سماع اور وجد میں وقت گذارتے اور معشوق صفت زندگی گذاردی آپ کے کمالات صوری و معنوی اتنے زیادہ ہیں کہ سپرد قلم نہیں کئے جا سکتے۔ آپ کی وفات شب جمعہ ۴ شعبان سنہ ۴۴۰ھ میں بزمانہ سلطنت ابو جعفر عبد اللہ بن قادر باللہ جس کا لقب قائم باللہ تھا۔ واقع ہوئی۔ معاصر سلطان طغرل بیگ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

◆

ذکر شریف

عارف سبحانی عاشق ربانی، غوث وقت

خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی بن جعفر بن سلیمان خرقانی ہے۔ صاحب نفحات کہتے ہیں وہ یگانۂ روزگار اور غوث زمانہ تھے۔ چنانچہ شیخ ابو العباس قصاب نے فرمایا تھا کہ بازار آخرت خرقانی کے ہاتھ ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ کہا گیا۔ چار واسطوں سے تصوف میں خواجہ بایزید بسطامی سے انتساب تھا۔ آپ خلیفہ شیخ ابو المظفر ترک طوسی تھے۔ جو شیخ ابو یزید اور وہ شیخ مغربی، اور وہ سلطان العارفین خواجہ ابو یزید بسطامی، اور وہ سیدنا امام جعفر الصادق کے خلیفہ تھے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

سلوک میں آپکی تربیت خواجہ ابو یزید بسطامی کی روح پاک سے ہوئی۔ اس لئے کہ خواجہ ابو الحسن خرقانی کی ولادت سلطان العارفین کی وفات کے ایک عرصہ بعد ہوئی۔ آپکو بایزید ثانی کہتے ہیں۔ آپ کے زمانے میں آپکا کوئی نظیر نہ تھا۔ یہ قول آپ ہی کا ہے کہ ہر شخص اپنا مقام معلوم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ بات اسے میسر نہیں ہوئی۔ میری جان اس کے عرفان کے قربان جو اپنا مقام معلوم کرلے اور اس کو پردہ عبودیت میں رکھے۔ یعنی بے دعویٰ رہے۔ ایک روز آپ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے۔ فرمایا کہ صوفی جبہ اور سجادہ سے صوفی نہیں ہوتا۔ اور نہ رسوم عادات کی پابندی سے ہوتا ہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے جو ان سب باتوں سے آزاد ہو۔ آپ سے پھر پوچھا گیا کہ کس طرح معلوم ہو کہ وہ بیزار ہے۔ فرمایا اس سے کہ جب وہ حق کو یاد کرے۔ سر سے قدم تک یاد حق میں متاثر ہو جائے یہ بھی آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا ہے، فرمایا جو کچھ حق کے لئے تم کرو تو وہ اخلاص ہے۔ اور جو اپنے لئے کر لیا ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کس کو یہ حق پہونچتا ہے کہ فنا اور بقاء کے متعلق گفتگو کرے فرمایا کہ اگر کسی کو آسمان سے لٹکا دیا جائے اور ایسی ہوا چلے جو بڑے بڑے درختوں کو گرادے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے اکھیڑ پھینکے اور دریاؤں میں تلاطم پیدا کر دے تو وہ اس شخص کو

نہ ہلا سکے۔ یہ بھی فرمایا کہ کسی شخص کے سرود میں مشغول ہونے سے بہتر یہ ہیکہ وہ قران پڑھنے میں مصروف ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ وارث رسول وہ ہے جو آپ کے عمل کی اقتدا کرے بروئے حکم طریقت یہ عمل عمل ہنیں کہ کاغذ کو سیاہ کر دے۔ خواجہ ابو بکر شبلی نے کہا ہیکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں۔ ابوالحسن نے کہا کہ یہ بھی چاہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب شیخ سعید خرقان میں پہونچے تو خواجہ ابوالحسن سے ملنے کے لئے انکے گھر کو گئے۔ دونوں کے مابین گرم صحبت رہی۔ دونوں نے سماع سنا اور وجد کیا۔ سلطان محمود غزنوی کو بھی آپ سے ارادت تھی۔ آپ کی وفات روز شنبہ ۱۰ محرم ۴۲۵ھ کو زمانہ سلطنت ابو جعفر بن عبداللہ واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مقرب بساط سبحانی، عالم علوم ربانی، قطب وقت، خواجہ عبداللہ داستانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن علی داستانی ہے، اور لقب شیخ المشائخ و جامع العلوم تھے، خواجہ ابوالحسن خرقانی کے ہمعصر تھے۔ نسبت ارادت تین واسطوں سے شیخ عمر بسطامی تک پہونچتی ہے۔ سلطان العارفین کے مرید اور برادرزادہ تھے۔ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کے اصحاب سے ایک صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہوں کہ ایک دفعہ بسطام میں ٹڈی دل کا حملہ ہوا تمام کھیت اور درخت ٹڈیوں کی کثرت کی وجہ سے سیاہ ہو گئے۔ لوگ بے دست و پا ہو کر نالہ و فریاد کرنے لگے۔ خواجہ ابو عبداللہ نے پوچھا یہ کیا شور و غل ہے۔ میں نے کہا کہ ٹڈیوں کا حملہ ہوا ہے لوگ اس کی وجہ سے ہراساں ہیں خواجہ اٹھے اور بالائے بام آئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی وقت ٹڈی دل برخواست ہو گیا۔ دوسری نماز کے وقت ایک بھی باقی نہ رہا۔ کسی شخص کے درخت کی ایک ڈالی کا تک نقصان نہوا۔ آپ کے کلمات عالی اور خوارق عادات بہت ہیں۔ آپکی وفات ماہ رجب سنہ ۴۱۱ھ میں واقع ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

شہبازِ عرفانی، قطب ربانی، صاحب ارشاد خواجہ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی تھا۔ یگانۂ روزگار تھے۔ شیخ ابو عثمان مغربی ارادت تھی جو شیخ ابو علی کاتب کے مرید تھے۔ اور وہ شیخ علی ابو دباری کے مرید تھے۔ اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید کے مرید تھے۔ شیخ ابو القاسم گرگانی نے خواجہ ابو الحسن خرقانی سے بھی بطریق روحانی تربیت باطن پائی تھی۔ جیسا کہ مقدمہ رشحات میں مذکور ہے۔ آپ کی حالت بہت قوی تھی۔ مریدوں کے کشف واقعات میں کامل تصرف حاصل تھا۔ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا اور میرے لئے اس کا حل کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ میں نے شیخ ابو القاسم گرگانی کی ملازمت کا قصد کیا۔ انہیں ایک مسجد میں دیکھا کہ اس کی ایک عمارت کے دروازے پر تنہا کھڑے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کے ستون سے میرا واقعہ من وعن بیان کر رہے ہیں۔ میں نے بغیر سوال کئے اپنا جواب پالیا۔ میں نے کہا اے شیخ یہ میرا واقعہ ہے، فرمایا حق تعالیٰ نے اس وقت اس ستون کو تمہارا باطن بنا دیا اور اس نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ صاحب نفحات کہتے ہیں ایک روز شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو القاسم گرگانی ایک تخت پر ہم نشین تھے۔ تمام درویش سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ ایک درویش کے دل میں یہ بات گذری کہ ان دونوں بزرگوں میں کون زیادہ بزرگ ہے۔ شیخ ابو سعید نے اس درویش کی طرف پلٹ کر کہا کہ جو چاہتا ہے کہ بیک وقت دو بادشاہوں کو ایک جا ایک تخت پر دیکھے تو وہ ہم دونوں کو دیکھے۔ درویش نے جب یہ بات سنی تو دونوں بزرگوں کو دیکھنے لگا۔ حق تعالیٰ نے اس کی نظروں سے پردے اٹھا دئیے اور اس وقت شیخ کی صداقت بیانی اس کے دل پر منکشف ہوئی۔ پھر اس کے دل میں یہ بات گذری کہ دنیا میں ان دونوں بزرگوں سے برتر کونسا خدا کا بندہ ہے۔ شیخ ابو سعید نے اسکی جانب پلٹ کر فرمایا کہ چھوٹا ملک بھی ہو تو اس میں ابو سعید اور ابو القاسم کے مانند ستر ہزار افراد رہتے ہیں۔ آپ کے کلمات عالی اور خوارق عادات بہت ہیں۔ آپ کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

خسرو کونین، بادشاہ دارین، ابوالفضل محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وطن ختلان ہے جو بلخ کے آگے ایک شہر ہے اور ایک روایت کے لحاظ سے خراسان کا ایک قریہ ہے جو بلاد عجم سے ہے اور جس کا خراج بغداد کو بھیجا جاتا ہے اور وہ دمشق کے نزدیک ہے۔ صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ طریقت میں مجھے ان سے ارادت ہے آپ عالم تعلیم نفس تھے اور ساٹھ سال تک گوشہ عزلت میں رہے اکثر اوقات پہاڑوں میں گزارتے تھے۔ لباس و رسوم متصوفہ سے احتراز کرتے تھے اور جو ان رسوم کے پابند تھے ان سے آپکا سخت رویہ تھا۔ آپ ابوالحسن حضروی کے مرید تھے۔ جو طبقہ خامسہ سے تھے۔ اور وہ مرید خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی تھے۔ جن کو شیخ الاعراق بھی کہتے ہیں۔ خواجہ شبلی کے بجز آپکا کوئی شاگرد نہ تھا۔ اگرچہ آپ کے ارشادات سننے والے بہت ہیں۔ صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ ابوالفضل ختلی نے کہا اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ آپ کے کمالات بہت ہیں اہل بصیرت کے لئے اسقدر کافی ہے کہ علی خضری صاحب کشف المحجوب آپکے مرید تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سر حلقہ ارباب بہشتی، زبدہ اصحاب چشتی، خواجہ احمد برادر خواجہ اسماعیل چشتی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نفحات کہتے ہیں کہ آپ غیر ابو احمد ابدال چشتی ہیں۔ کیونکہ وہ متاخرین سے تھے شیخ الاسلام نے انہیں نہیں دیکھا۔ اور وہ خواجہ بن مودود بھی نہیں ہیں۔ کمالات و خوارق عادات عالی الرتبہ ملاقیہ رکھتے تھے۔ سن وفات نظر سے نہیں گذرا لیکن آپ خواجہ ابو یوسف چشتی کے ہمعصر تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عارف اسراری، قطب ملائی خواجہ ابو اسمٰعیل عبد اللہ القاری مظہر اسم ودود، مخزن احسان وجود قطب برحق مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام ابو یوسف چشتی ہے، آپ کی شان عظیم اور مقام عالی تھا۔ تمام مشائخین وقت آپ کے کمالات سب کے مقر تھے۔ مریدوں کی تربیت میں بے نظیر تھے۔ آپ نے خرقہ ارادت اپنے والد سے پہنا۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ نے سات سال کی عمر میں پورا قران حفظ کر لیا۔ تحصیل علم کا شوق تھا۔ جب آپکی عمر آٹھ سال کی تھی آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ آپکو اپنی جگہ بٹھا دیا تھا۔ شیخ احمد حاجی آپ کے پیر تربیت تھے۔ مرات الاسرار میں آپ کی شرف صحبت کا حال تفصیل سے مذکور رہے۔ حاصل کلام یہ ہیکہ شیخ احمد مامور تھے۔ کہ نعمت حق خواجہ مودود چشتی کو پہونچائیں کیونکہ خواجہ ابو یوسف نے آخری وقت انہیں اس کی وصیت کی تھی۔ خواجہ مودود ملک ہرات میں شیخ احمد سے مستفید ہوئے۔ اس کے بعد بجانب چشت مراجعت فرمائی اور مریدوں کی تربیت میں مصروف ہو گئے۔ سیر الاولیار میں مذکور رہے کہ ایک وقت ایک ترک زادہ بدخشاں سے خواجہ مودود کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے ارادت اور کلاہ پوشی کی درخواست کی۔ اور آپ نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ وہ اس قابل نہیں ہے۔ آخر تمام اصحاب نے عاجزی کر کے اس ترک زادہ کو کلاہ دلوائی۔ خواجہ نے کہا کہ اس جوان کو چاہیئے کہ اس کلاہ کے شرائط کی پابندی کرے۔ ورنہ اسکو نہ رکھ سکے گا۔ جب وہ بدخشاں واپس ہوا تو لذت ہائے نفس میں مبتلا ہوا۔ اور ایک الزام میں اسکو گرفتار کیا گیا۔ اور اس کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ جب خواجہ مودود چشتی کو جسمانی بیماری لاحق ہوئی اور آپ کی حالت نازک ہو گئی ایک باہیبت مرد آیا اور ریشم کے کپڑے پر کچھ لکھ کر خواجہ کے حوالہ کیا۔ خواجہ نے اس ریشم کے پارچہ کو آنکھوں پر رکھا اور جان جان آفریں کے سپرد کی۔ تجہیز و تکفین کے لئے جنازہ اٹھانا چاہا کسی سے اٹھایا نہ گیا۔ لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔ اسی اثنا میں ایک ہیبت ناک آواز آئی اور

سب دور چلے گئے۔ اس وقت مردان غیب آئے، نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ جنازہ ہوا میں بلند ہو کر جانے لگا۔ لوگ جنازہ کے پیچھے پیچھے اس مقام تک گئے جہاں وہ اترا۔ خواجہ کی اس کرامت سے اس علاقہ کے کفار اسی روز مسلمان ہو گئے۔ آپ کے کمالات اور خوارق عادات کی انتہا نہیں ہے۔ جو تحریر میں لائی جا سکے۔ آپ کی وفات ۵۲۷ھ میں بزمانہ سلطنت سلطان فخر الدین سنجر بن سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان برادرزادہ طغرل بیگ سلجوق واقع ہوئی اور اپنے آباء و اجداد کے جوار میں بمقام چشت مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عالم به علوم لدنی، قاتل نفس دنی، واقف اسرار

قطب افراد خواجه حاجی شریف زندانی رحمة الله علیه

آپ اپنے زمانے کے مشائخوں میں عدیم المثال تھے۔ خرقہ ارادت خواجہ مودود چشتی کے ہاتھ سے پہنا تھا۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ چالیس سال تک آپ نے خلق سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جنگل میں جہاں جنگلی میووں کے درخت اگتے ہیں ان میووں سے قوت لایموت حاصل کی۔ دنیا سے نفرت کرتے تھے۔ احیاناً اگر کوئی شخص چاہتا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو، تو خادم کہتا کہ ہرگز دنیا و اہل دنیا کا ذکر نہ کرنا ورنہ سعادت ملاقات سے محروم رہو گے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص نے خواجہ کی خدمت میں کچھ روپئے نذر کے طور پہ لائے، خواجہ نے فرمایا ہم کو اس کی حاجت نہیں۔ یہ صحرا جس کو تم دیکھ رہے ہو خزانہ غیب سے معمور ہے۔ جب اس شخص نے صحرا کی طرف دیکھا تو اس کو نظر آیا کہ سونے کی نہر اس صحرا میں رواں ہے۔

تنہائی اور تجرید میں بے نظیر تھے۔ آپ کے کمالات و خوارق عادات بہت ہیں۔ ان کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خواجہ عثمان ہارونی جیسے صاحب کمال آپ کے مرید تھے۔

آپ کی وفات ۳؍ رجب ۵۰۴ھ کو واقع ہوئی۔

ذکر شریف

گنجینۂ صدق و راستی، مشغول باطن آراستی

پیر وقت خواجہ احمد بن مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ بہت بزرگ تھے۔ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد ان کی جگہ بیٹھے سب جماعتوں میں مقبول تھے۔ اور سب لوگوں پر شفقت فرماتے تھے۔ ایک رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے احمد اگر تم ہمارے مشتاق ہو تو ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں۔ جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایسا مجہول لباس و رنگ اختیار کیا کہ کوئی انہیں نہ پہچان سکے۔ اور پھر زیارت حرمین کے لئے نکلے حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ اور چھ ماہ تک وہاں سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد بغداد اور پھر خراسان گئے۔ الغرض آپ کے کمالات و خوارق بہت ہیں۔ آج تک آپ کا مصلی چشت میں محفوظ ہے۔ آپ کی وفات سنہ ۵۰۷ھ میں بزمانہ خلافت ابو العباس احمد بن مستنصر باللہ جو خلفائے عباسیہ سے تھا واقع ہوئی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

قبلۂ بزرگ و خورد، خوردۂ جام بے دُرد، مصاحب خضر شیخ ابو طاہر کرد، رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام احمد حاجی کو آپ سے بڑی موانست تھی۔ بلکہ آپ پیر صحبت شیخ احمد حاجی تھے۔ بہت صاحب خوارق تھے۔ آپ کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

●

ذکر شریف

پاک باز ابدی، خسرو ملک سرمدی، امام وقت
شیخ ابو علی خارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام فضل بن محمد ہے۔ شیخ الشیوخ خراسان تھے ابوالقاسم گرکانی کے شاگرد وخلیفہ تھے۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ آپ نے خدمت ابوالحسن خرقانی سے فوائد حاصل کیا۔ ابتداء حال میں شیخ ابو سعید ابوالخیر سے تربیت پائی۔ شیخ ابو علی کہتے ہیں کہ میں ابتدائے جوانی میں طلب علم میں مشغول تھا۔ میں نے سنا کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر آئے ہیں۔ اور مجلس کہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گیا۔ جب نظر ان کے جمال مبارک پر پڑی تو میں ان کا عاشق ہو گیا۔ ایک روز میں اپنے مدرسہ میں بیٹھا تھا کہ شیخ کو دیکھنے کی دل میں آرزو پیدا ہوئی میں جاکر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ کسی نے مجھے نہیں دیکھا جب سماع میں مشغول ہوئے اپنے کپڑوں کو پارہ پارہ کر دیا اور ایک آستین جدا کر کے آواز دی کہ ابو علی طوسی کہاں ہیں میں نے جواب اس خیال سے نہیں دیا کہ شیخ کے مریدوں میں میرا کوئی ہم نام ہو گا۔ جسے شیخ آواز دے رہے ہیں۔ جب شیخ نے دو تین بار آواز دی اور کوئی حاضر نہ ہوا تو مجبوراً میں اٹھا اور شیخ کی خدمت میں پہونچا شیخ نے وہ آستین مجھے عنایت کی اور کہا جب تم نے میری آستین کاٹ لی تو میں نے مناسب خیال کیا کہ وہ تم کو دیدوں۔ میں مسلسل شیخ کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ تا وقتیکہ وہ نیشاپور سے چلے گئے۔ میں اپنے استاد ابوالقاسم قشیری کے پاس گیا اور جو حال گذرا تھا وہ سنایا۔ ایک روز دوات سے قلم نکالا تو وہ سفید نکلا میں اپنے استاد ابوالقاسم کے پاس گیا اور یہ حال سنایا۔ استاد نے فرمایا کہ جب علم تمہارا ساتھ نہیں دیرہا ہے تو تم بھی اس سے ہاتھ اٹھاؤ۔ پس میں ایک عرصہ تک استاد کی خدمت میں مجاہدات میں مصروف رہا۔ ایک روز مجھ پر ایسا حال طاری ہوا کہ میں اس حال میں گم ہو گیا۔ اور یہ واقعہ بھی استاد سے کہا، فرمایا اے ابو علی میری روش اس سے کمتر نہیں اس لئے جو کمتر ہو اسکو تو اختیار کیا۔ بنا بر آں میں نے سوچا کہ میرا کوئی پیر ہونا چاہئے۔ میں نے شیخ ابوالقاسم گرکانی کا نام سنا

تھا۔ اس لئے طوس گیا۔ جب وہاں پہونچا تو ایک مسجد میں گرگانی اپنے مرید ونکی جماعت کیا تھو بیٹھے تھے۔ سر جھکائے ہوئے تھے۔ سر اٹھا کر کہا اے بوعلی آؤ میں نے سلام کیا اور اپنی سرگذشت سنائی شیخ ابوالقاسم نے کہا کہ یہ ابتداء ہے۔ تم کو مبارک ہو مگر تم ابھی درجہ پر نہیں پہونچے لیکن تربیت پاؤ گے تو بڑے درجہ پر پہونچو گے۔ میں نے دل میں کہا یہ میرے پیر ہیں انکی خدمت میں ٹھہر گیا۔ ایک مدت کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قبل ازیں کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی کی بیعت کرتا میں شیخ ابوسعید ابوالخیر جو طوس آئے تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا اے بوعلی تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ شیخ ابوالقاسم گرگانی سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ اور شیخ ابوسعید کا ارشاد پورا ہوا۔ شیخ بوعلی فارمدی کے حقائق میں بہت کلمات عالی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ وغیرہ آپ سے جاملتا ہے۔ سن وفات نظر سے نہیں گذرا، رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

سردین را تاج، کعبۂ جان را معراج، روشن سراج، شیخ ابوبکر بن عبداللہ نساج رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصحاب شیخ ابوالقاسم گرگانی سے تھے۔ ابوبکر دینوری کے بھی ہم صحبت رہے۔ آپ کے کلمات عالیہ بہت ہیں۔ چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کہ دیدار مطلوب کس ذریعہ سے کامل ہو سکتا ہے۔ فرمایا دیدۂ صدق، اور آئینہ طلب کے ذریعہ یہ بھی فرمایا کہ تصوف سے تشنگی جاتی رہتی ہے۔ اور فکر سے کرم میسر آتا ہے اور دعوۂ طلب مطلوب تک پہونچاتا ہے یہ بھی فرمایا کہ جب تک دہم ہم برخواست نہ کیا جائے اور نگاہ کو نگاہ دل سے سوزن غیرت سے نہ سیا جائے خلوت خانہ جان شمع تجلیات جاناں سے روشن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیج زمین میں بویا جائے تب ہی کارآمد ہوتا ہے۔ اور جب تک کاغذ پر نقش نہ اتارا جائے وہ نظر نہیں آتا۔

عین القضات ہمدانی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ شیخ احمد غزالی نے فرمایا کہ ان کے

شیخ ابوبکر نساج تھے وہ یہ بھی مناقبات میں کہتے ہیں کہ ابوبکر نساج نے فرمایا کہ الٰہی مجھے پیدا کرنے میں تیری کیا حکمت ہے جواب آیا کہ حکمت یہ ہے کہ اپنا جواب تیری روح کے آئینہ میں دیکھ رہا ہوں۔ اور اپنی محبت کو تیرے دل میں ڈالا ہوں۔ آپ کے کمالات کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی شان کا اس سے بھی اندازہ کیا جاسکتا کہ آپ کے شیخ احمد غزالی جیسے مرید تھے۔ آپ کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

عارف لایزالی قدوۂ ابدالی، حجۃ الاسلام

امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو القاسم آپ کا لقب زین الدین اور بسبب سکونت غزال، غزالی بھی ہے جو طوس کا ایک گاؤں ہے۔

صاحب نفحات کہتے ہیں کہ تصوف میں آپکی نسبت شیخ ابوعلی فارمدی سے تھی چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے شیخ بوعلی فارمدی سے سنا ہے اور انہوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے ۹۹ نام سالک کے اوصاف بن جاتے ہیں۔ باوجود سالک ابھی راہ سلوک میں رہتا ہے اور درجہ کمال کو نہیں پہونچتا۔ کیونکہ فضائے سیرالی اللہ کی انتہا ہے۔ لیکن فنا فی اللہ کی کوئی انتہا نہیں۔ آپ کی بہت تصانیف ہیں۔ جیسے احیاء العلوم جواہر القرآن، تفسیر یاقوت التاویل، مشکوٰۃ الانوار وغیرہ۔

بزمانہ نظام الملک وزیر سلطان الپ ارسلان تدریس مدرسہ نظامیہ آپ کے تفویض تھی۔ اس کے بعد آپ وطن واپس ہوگئے۔ صوفیوں کے لئے خانقاہ اور طلباء کے لئے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ خدائے تعالیٰ نے آپکو جمعیت ظاہر و باطن عطا فرمائی تھی۔ یگانۂ روزگار تھے۔ صاحب تقویت یہ بھی لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن شاذلی نے جو قطب وقت تھے جس واقعہ کو دیکھا اس طور پر بیان کیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے غزالی پر فخر و مباہات کیا ہے۔ حرز العاشقین اور مناقب غوثیہ وغیرہ میں ہے

کہ شب معراج میں سید المرسلین کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا "یَا اَخِی الصَّالِحِ أَ اَنْتَ قُلْتَ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" آنحضرت نے فرمایا ہاں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے علمائے امت سے ایک عالم اس وقت حاضر ہو اور مجھ سے گفتگو کرے، آنحضرت علیہ السلام نے روح غزالی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش فرمایا۔ اور خود آگے عروج فرمایا۔

حضرت موسیٰ و امام غزالی ہم کلام ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے کہا مَا اسْمُکَ؟ غزالی نے کہا محمد بن محمد بن محمد غزالی۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں تمہارا نام پوچھا تھا نہ کہ آپ کے والد اور دادا کا نام پوچھا تھا۔ غزالی نے کہا خدائے تعالیٰ نے آپ سے پوچھا تھا وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَامُوْسٰی آپ نے فرمایا ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُ عَلَیْھَا وَ اَھُشُّ بِھَا غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْھَا مَآرِبُ اُخْرٰی۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے پوچھا تھا کہ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر ٹیکا لگاتا ہوں اور اس سے بکریوں کو ہانکتا ہوں اور میرے لئے اسمیں اور دوسرے مفید کام ہے۔ آپ کا یہ جواب کافی تھا کہ میرا عصا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ جب خدائے تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو میں جانتا تھا کہ وہ عالم الغیب والشہادہ ہے اور میرا دل مکالمہ کی جانب راغب تھا۔ لہٰذا باقتضائے حال و مقام میں نے اس طرح جواب دیا تاکہ حق تعالیٰ سے ہمکلامی کا زیادہ شرف حاصل ہو۔ غزالی نے بھی کہا کہ میں نے بھی اس لئے طول کلامی کی کہ ایک جلیل القدر پیغمبر سے ہمکلامی کا شرف کچھ اور دیر تک میسر ہو۔ آنحضرت علیہ السلام نے اپنے مقام سے اپنے عصائے مبارک سے محمد غزالی کو ٹوکا اور فرمایا تادب یا محمد الغزالی۔

کہتے ہیں کہ جب غزالی پیدا ہوئے تو اس عصا کا نشان ان کے جسم پر نمایاں تھا۔

الغرض آپ کے کمالات عالی و خوارق عادات بہت ہیں۔ آپ کی وفات ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۵۰۵ھ کو جو زمانہ سلطنت ابو العباس احمد بن مقتدر مستظہر باللہ تھا۔ طوس میں واقع ہوئی۔ آپ کی ولادت سنہ ۴۵۰ھ میں ہوئی تھی۔

رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شریف

عارف لاابالی، قطب ابدالی شیخ وقت احمد بن الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مجتہدان صوفیا رسے ہیں۔ صاحب قوی حال وذوق دوام تھے، کمال استغراق احدیت کے باعث کم گفتگو کرتے تھے اور معمولی سی توجہ سے ساکنان سفلی کو مقام علوی تک پہونچا دیتے تھے جیسے کہ ذکر عین القضات ہمدانی میں آگے لکھا جائے گا۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ امام احمد غزالی، شیخ ابو بکر نساج کے اصحاب سے تھے۔ جو شیخ ابو القاسم گرگانی کے اصحاب سے تھے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے جس کے منجملہ رسالہ شرائع ہے جس کے سنن حضرت شیخ فخر الدین اعراقی کی لمعات پر مبنی ہے، صاحب نفحات یہ بھی لکھتے ہیں آپ کے ارشادات کے منجملہ ایک ارشاد یہ ہے کہ معشوق تمام احوال میں معشوق ہوتا ہے، لہٰذا استغناء اس کی صفت ہے اور عاشق تمام احوال میں عاشق ہوتا ہے لہٰذا افتخار اس کی صفت ہے معشوق کے پانچ چیزیں دائمی ہیں جو وہ رکھتا ہے اور نتیجتاً استغنا اس کی صفت ہوتی ہے صاحب نفحات یہ بھی کہتے ہیں کہ صوفیوں میں سے ایک، صاحب حجۃ الاسلام کی خدمت میں آئے اور امام احمد کے حال کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا کہ کیا تم ان کا کوئی کلام نقل کر سکتے ہو۔ کہا ہاں۔ کچھ کلام جو یاد تھا نقل کر دیا، فرمایا سبحان اللہ۔ ہم نے طلب کیا۔ اور احمد نے پالیا۔ بہر حال امام احمد کے کلمات عالی اور تصرفات وخوارق بہت ہیں۔ جس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ابو نجیب سہروردی، علی القضات ہمدانی جیسے آپ کے کامل مرید تھے آپ کی وفات ۵۱۷ھ میں اور بقول بعض ۵۲۰ھ میں بزمانہ سلطنت ابو منصور فضل بن مستظہر کہ جس کا لقب مسترشد باللہ تھا اور جو مسعود بن ملک شاہ سلجوقی کا معاصر تھا واقع ہوئی۔ قزوین میں مدفون ہوئے، رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

محو ذات سبحانی، موصوف بصفات ربانی، امام القوم،

قاضی الحاجات عین القضات ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبداللہ بن محمد اور کنیت ابوالفضل اور لقب عین القضات تھا، ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ محمد بن حمویہ سے بھی آپ نے استفادہ کیا تھا جو علوم ظاہری و باطن سے آراستہ تھے چنانچہ عین القضات اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ اس طائفہ کے بہت کم لوگ صاحب علوم ظاہری و باطن ہیں بجز ابوحامد احمد غزالی اور ان کے بھائی محمد غزالی اور خواجہ محمد حمویہ کے جو علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے، محمد حمویہ مرید شیخ ابوالحسن تھے۔ اور وہ مرید شیخ ابوعلی فارمدی تھے۔ اور وہ استاد ابوالقاسم گرگانی تھے صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ عین القضات کے فضائل و کمالات صوری و معنوی ان کی تصانیف سے ظاہر ہیں۔ خواہ وہ عربی تصانیف ہوں کہ فارسی، آپ نے جو کشف حقائق اور شرح دقائق کیا ہے بہت کم کسی نے کیا ہوگا۔ آپ سے خوارق عادات مانند احیاء اموات ظہور پذیر ہوئیں۔ عین القضات کتاب زبدۃ الحقائق میں لکھتے ہیں کہ علوم رسمی کی گفتگو سے ملول ہونے کے بعد میں حجۃ الاسلام محمد غزالی کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور اس میں چار سال تک مشغول رہا۔ جب میں نے اپنا مقصد اس سے حاصل کیا تو سمجھا کہ میں واصل بمقصود ہو چکا ہوں اور قریب تھا کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا تھا۔ اسی پر انحصار کروں اور طلب سے باز رہوں، چنانچہ ایک سال اسی میں گذر گیا، ناگاہ سلطان الطریقت احمد بن غزالی ہمدان کو جو میرا وطن تھا، تشریف لائے۔ ان کی صحبت میں بیس روز میں ایسی چیز ظاہر ہوئی کہ بجز میری اور میری طلب کے کچھ باقی نہ رکھا۔ الا ماشاء اللہ۔ اب میرا کوئی شغل نہیں ہے بجز اس چیز میں طلب فنا کے اگر مجھے عمر نوح بھی ملے تب بھی اس مدت میں طلب فنا کے سوا کچھ نہ کروں، ہر نفس جو اسمیں میرا استغراق بڑھتا ہے۔ میرے لئے قابل مبارکباد ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مقدم صوفی کے مکان پر میرے والد میں اور ائمہ شہر کی ایک جماعت حاضر تھا۔ ہم نے بہت رقص کیا۔ ابوسعید محمود ترمذی وعظ فرمارہے تھے اور میرے باپ روتے جارہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ خواجہ احمد غزالی ہمارے ساتھ رقص کر رہے ہیں۔ ابوسعید نے کہا کہ مجھے موت کی آرزو ہے، میں نے کہا کہ مرجائیے

وہ فوری بے ہوش ہوگئے اور مرگئے۔ مفتیٔ وقت حاضر تھے انہوں نے کہا کہ جب زندہ کو مردہ کرسکتے ہو تو مردہ کو بھی زندہ کرسکنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ مردہ کون ہے کہا فقیہ ابوسعید محمود۔ میں نے کہا الٰہی فقیہ محمود کو زندہ کردے۔ اسی وقت وہ زندہ ہوگئے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اے عزیز جو کام تم کو خدائے تعالیٰ کے سوائے کسی اور سے منسوب نظر آئے اس کو مجازی سمجھو سر حقیقی اور فاعل خدا کو جانو وہ جو کہا گیا ہے قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ تمہاری روح کو ملک الموت قبض کریگا۔ تو اس کو مجازی جانو۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللّٰہ یتوفی النفس حین موتہا یعنی اللہ تعالیٰ نفسوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رہنمائی کو بھی مجازی سمجھو اور ابلیس کے گمراہ کرنے کو بھی مجازی جانو یُضِلُّ مَنْ یشاءُ و یھدی من یشاءُ یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے میں نے مانا کہ ابلیس خلق کو گمراہ کرتا ہے لیکن ابلیس کو اس صفت کے ساتھ کس نے پیدا کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے دونوں ہمدانی شیوخ سے استفادہ کیا۔ چنانچہ صاحب نفحات کہتے ہیں کہ عین القضات ہمدانی اپنی تصانیف میں شیخ ہمدانی سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ شیخ جو قرآن سے سورہ فاتحہ اور چند صورتوں کے علاوہ کچھ زیادہ یاد نہ رکھتے اور اس کو پڑھ نہ سکتے اور قال یقول بھی نہ جانے کہ کیا ہے تو اسکو ہمدانی کا اعرابی زیبا نہیں سبحان اللہ۔ اس طائفہ کو کشف توحید میں حال واحد ہوتا ہے کہ اہل صورت کے اطوار سے کلیتہً بے تعلق ہو جاتے ہیں بالخصوص عین القضات کو عجیب احوال پیش آئے۔ چنانچہ اکثر لوگوں نے مسلسل نقل کیا ہے کہ خلیفہ وقت ایک خدمتگار کو محبوب رکھتا تھا وہ خدمتگار مرگیا۔ خلیفہ بے قرار و بے آرام ہوگیا۔ تمام علمائے وقت کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اگر یہ حدیث صحیح ہے تو انبیائے اسرائیل مردہ کو زندہ کرتے تھے تم بھی اس کو زندہ کرو یا یہ کہو کہ یہ حدیث غلط ہے۔ جماعت علماء حیران ہوکر عین القضات کے پاس آئی۔ اور کہا کہ فی الحقیقت آپ وارث علم انبیا ہیں۔ اس خصوص میں توجہ فرمائیں ورنہ دین محمدی میں اختلال پیدا ہوگا۔ عین القضات نے فرمایا کہ یہ مشکل بات نہیں ہے لیکن اس واقعہ کے ظہور کے بعد تم لوگ میرے قتل کا فتویٰ دوگے۔ اس جماعت

نے کہا کہ ایسا ہرگز ہو گا۔ پس عین القضات بحالت وجد اٹھے اور اس خدمت گار کے پاس گئے اور بے اختیار قُمْ بِاذْنِی کہا اسی وقت محبوب خلیفہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دنیا میں ایک شور برپا ہوا۔ علماءِ ظاہر نے کہا کہ تم کو باتباعِ شریعت قُمْ باذن اللہ کہنا چاہیے تھا۔ باذنی کس طرح کہا۔ اس سے دعوئ الوہیت ثابت ہوتا ہے پس سب نے عین القضات کے قتل کا فتویٰ لکھا۔ شریعت کی خاطر آپکو قتل کر دیا اور عین القضات کا یہ عین مدعا تھا کہ مشاہدۂ ذات مطلق میں قید وجود سے فانی ہو جائیں جیسا کہ فرمایا تھا کہ میرا اب بجز طلب فنا کے دوسرا شغل نہیں ہے ؎

فریاد بلبلاں ہمہ از دست گل بود
صد چاک گشت پیرہن گل ز دست کیست

کتاب سیر الاولیاء میں ہے کہ عین القضات پر تجلی ذات ہوئی تھی۔ اور اسی حالت میں انہوں نے دعاء مانگی کہ الٰہی میری آرزو ہے کہ مجھے جلا دیا جائے۔ اور تو دیکھتا ہے۔ لہذا آپ کی وفات کو اسی دعاء سے منسوب کیا جاتا ہے۔

امام احمد غزالی نے ان سے کہا کہ اپنے اعتقاد کے بارے میں کچھ لکھوا تا رہائی ملے۔ کہا میں نے یہ روز بد چاہا تھا اسی ہنگام میں جمعرات کی شام کو انہیں زندہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ جلتے وقت آہ کی آپ سے کہا گیا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ میں نے اس کی دعاء کی ہے۔ فرمایا میری آہ اس لئے نہیں ہے کہ میں جل رہا ہوں۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ میں جلد جل رہا ہوں۔ اس کے بعد آپکو جلا دیا گیا۔ ان کی جگہ سے ایک کاغذ نکلا جب اسکو کھولا گیا تو اس پر یہ رباعی مرقوم تھی۔

با مرگ شہیدے ز خدا خواستہ ایم
از حق دو سہ ہیزم بے بہا خواستہ ایم
گر یار ہماں کند کہ ما خواستہ ایم
ما آتش و نفط و بوریا خواستہ ایم

کہتے ہیں کہ آپ کو بوریے میں لپیٹ دیا گیا تھا۔ اور نفط (تیل) ڈالکر آگ میں پھینک دیا گیا تھا۔

آپ کی وفات، تاریخ یافعی میں ۵۲۵ھ تحریر کی گئی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

مرد میدان مردی، خواجۂ خواجگان آزادی ابو نصر بن علی بن جعفر ہودی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی اور فقیہ روزگار تھے۔ آپ کا وطن کرمان تھا۔ بعد ازاں خالنجہ آباد میں جو ہرات میں واقع ہے متوطن ہوئے۔

صاحب نفحات کہتے ہیں ایک روز ایک شخص آپ کے پاس فتوے لایا۔ کہ کیا فرماتے ہیں ائمہ دین اس مسئلہ میں اپنی جوانی میں چند لکڑیاں بحالت غضب خرگوش پر ماریں وہ دراز گوش منہ پلٹا کر کہا اے خواجہ مجھ پر ایسا غضب نہ کیجئے۔ اس کا غصہ فرو ہو کر بیس سال ہو گئے۔ اب وہ اپنی اس حرکت پر روتا ہے۔ اور اس کی آنکھ سے بجائے پانی کے خون نکل رہا ہے اس کے لئے طہارت اور نماز کا کیا حکم ہے۔ ابو نصر نے فتویٰ پڑھا اور حواس باختہ ہو گئے، جب ہوش آیا تو اس شخص سے ملنے کے لئے احرام باندھا۔ جب اس کے مکان پر پہونچے تو اس وقت وہ اسی غم و اندوہ میں دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ اس کو ضعیفی آچکی تھی اس کا منہ نورانی اور بال سفید ہو گئے تھے۔ اور آنکھوں کا خون چہرے پر خشک ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ہنس رہا تھا۔ ابونصر کو اس کی ہنسی پر تعجب ہوا اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز پڑھی۔ ابو النصر وہاں سے روتے ہوئے واپس ہوئے ایک بوڑھے نے آپ کے پاس پہونچ کر دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو کیا تم کو کلام اللہ کی آیت نہیں پہونچی جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ تمہارا رونا دامن سوختگان کا رونا ہے نہ کہ دل سوختگان کا رونا۔ بوڑھے نے یہ کہا اور چلا گیا۔ ابو النصر کو درد پر درد غم پر غم بڑھنے لگا اور تاب ضبط نہ رہی سفر سیاحت اختیار کیا کہتے ہیں کہ تین سو پیروں کی خدمت کی اور حضرت خضر کی صحبت پائی تھی۔ مکہ، مدینہ، اور بیت المقدس میں ریاضت کی اور بالآخر ہرات کو مراجعت کی آپ کی عمر ۱۲۴ سال تھی۔ ۵۰۵ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی قبر خالنجہ باد میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر شریف

محرم راز کبریائی واقف سر خدائی غریق دریائے توحید
خواجہ مجد الدین حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو محمد اور نام مجد الدین بن آدم ہے۔ شیخ رضی الدین علی کے باپ کے ابن عم تھے۔ تصوف میں نسبت اور ارادت خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے تھی۔ صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ حکیم سنائی جماعت صوفیہ کے کبار شعری سے تھے۔ اور اس گروہ کے اکثر لوگ آپ کے کلام پر اپنی تصانیف میں استشہاد کرتے ہیں۔ سیر الاولیاء وغیرہ میں مذکور ہے اور مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں

ع عطار روح بود سنائی دو چشم او
ما از پس سنائی و عطار آمدیم

صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ کتاب حدیقۃ الحقائق سنائی کے کمال کی قطعی دلیل ہے۔ اور ان کے توبہ کا سبب یہ تھا کہ سلطان محمود سبکتگین موسم سرما میں بعض کفار کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے غزنین سے نکلا۔ اور سنائی سلطان کی مدح میں قصیدہ لکھکر ان کو سنانے گئے۔ اتفاقاً گلخن کے دروازے پر جو مجذوب تھے پہونچے وہ تکلیف سے باہر آئے اور مشہور تھا کہ وہ بلانوش تھے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ شراب پیا کرتے تھے۔ ان کی آواز سنی کہ اپنے ساقی سے کہہ رہے ہیں۔ "پُر کن قدحے بکوری محمود سبکتگین تا بخورم"

ساقی نے کہا کہ محمود غازی اور بادشاہ اسلام ہے۔ کہا کہ تم نے ناحق سنا جو وہ قید تحریر میں نہیں آسکتا، کچھ اس کی تقدیر میں محکوم ہے جلد دوسرا اسکی مملکت لے لیگا اس کے بعد ایک جام اٹھایا اور پی لیا۔ اس کے بعد پھر کہا۔

ع پُر کن قدح دگر بکوری سنائی

ساقی نے کہا کہ سنائی مرد فاضل اور لطیف الطبع ہیں۔ مجذوب صاحب نے کہا اگر وہ لطیف الطبع ہوتے تو کسی ایسے کام میں مشغول ہوتے جو ان کے کام آتا۔ کاغذ میں

ایسی چند فضول باتیں لکھی ہیں۔ جو انکے کسی کام نہیں آسکتی ہیں۔ وہ یہ تک نہیں جانتے کہ کس لئے انکو پیدا کیا گیا ہے۔ سنائی نے یہ باتیں خود سنیں اور ان کا حال متغیر ہو گیا۔

ایک بادہ خوار نے اپنی مستی میں انکو غفلت سے بیدار کر دیا۔ پس قدم راہ میں رکھا، اور سلوک روشن خواجہ یوسف ہمدانی میں مشغول ہو گئے۔ اور ہمیشہ اہل دنیا سے کنارہ کش رہے ان کی آخری تصنیف حدیقۃ الحقائق ہے، جس کے اختتام کی تاریخ انہوں نے خود لکھی ہے جو ۵۲۵ھ ہے، بعض ان کی تاریخ وفات بھی یہی بیان کرتے ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہ

مشکوٰۃ النبوت

(جلد اول)

مشتمل بر مقدمۃ الکتاب

ہدیہ : بیس روپے

جس میں ذکرِ خلافتِ الٰہی عطائے خلافت، اقسامِ خلافت، خانوادے، فرعی خانوادے، اقسامِ صوفیہ، مشربِ صوفیہ اور اقسامِ ولایت پر مجملاً روشنی ڈالی گئی ہے۔

ساتھ ہی ساتھ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت مع اذکار خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اصحاب صفہ اور دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہے۔

مشکوٰۃ النبوت

(جلد دوم)

ہدیہ : پندرہ روپے

مشتمل بر مشکوٰۃ اول تا چہارم۔ جس کے منجملہ مشکوٰۃ اول اذکار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام، حضرت امام حسن رضؓ، حضرت امام حسین رضؓ حضرت امام زین العابدین، حضرت امام محمد باقر رضؓ، حضرت امام جعفر الصادق رضؓ، حضرت امام موسیٰ کاظم رضؓ، حضرت امام علی موسیٰ رضا رضؓ، حضرت امام محمد تقی رضؓ، حضرت امام محمد نقی رضؓ، حضرت امام حسن عسکری رضؓ، حضرت امام محمد مہدی رضؓ مرقوم ہیں۔ مشکوٰۃ دوم میں امام حسن المثنیٰ رضؓ، امام محمد حنیف رضؓ، خواجہ حسن بصری رضؓ، خواجہ کمیل ابن زیاد رضؓ، اویس قرنی رضؓ، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ، امام اعظم ابو حنیفہ رضؓ، ابو یحییٰ مالک دینار رضؓ خواجہ محمد واسع رضؓ، خواجہ ابو مکی رضؓ، ابو یوسف اسباط رضؓ اور رابعہ بصری رحؒ کے احوال، مشکوٰۃ سوم میں امام عبد اللہ المحض رضؓ، امام زید رحؒ، خواجہ حبیب عجمی رحؒ، خواجہ عبد الواحد بن زید رحؒ، خواجہ ابو الفتح موصلی رحؒ اور خواجہ ابو ہاشم صوفی رحؒ کے افکار اور مشکوٰۃ چہارم میں امام المیمون رحؒ، امام ذکی رحؒ، امام ابراہیم قتیل رحؒ، خواجہ داؤد طائی رحؒ، خواجہ فضیل عیاض رحؒ، خواجہ ابو سفیان ثوری رحؒ، امام محمد شافعی رحؒ، امام محمد مالک رحؒ، امام محمد حنبل رحؒ، امام ابو یوسف رحؒ، امام محمد رحؒ، بشر حافی رحؒ، خواجہ عبد اللہ بن مبارک رحؒ اور عتبۃ العلام رحؒ کے احوال مذکور ہیں۔

ملنے کے پتے :

۱۔ مکان مترجم 20-7-175 فتح دروازہ۔
۲۔ دفتر صدر مجلس علمائے دکن قاضی پورہ۔
۳۔ مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ۔
۴۔ اسٹوڈنٹس بک ڈپو، چار مینار۔
۵۔ مکتبہ انوارِ مصطفیٰ، مغل پورہ۔
۶۔ الیاس ٹریڈرس، شاہ علی بنڈہ۔
۷۔ اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد۔۲

اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد۔۲